Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر نذیر احمد افریقی

چندہ سالانہ اندرون ہندوستان تین روپے

چندہ سالانہ بیرون ہندوستان [illegible]

جلد ۳۴	۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۵ دسمبر سنہ ۱۹۳۵ء	نمبر ۱۲

فہرست مضامین

کتاب التوحید (نمبر ۵)	۴۲۹ – ۴۴۳	حضرت سید محمد اسحٰق صاحب
"تحریک قادیان" کا جواب	۴۴۴ – ۴۶۸	مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار "الفضل"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقایاداران کی خدمت میں گذارش

ذیل میں اُن خریداروں کے اسماءِ گرامی شائع کیے جاتے ہیں جو کئی بار ریویو کا وی پی واپس کر چکے ہیں۔ اور اسوجہ سے ہم مجبوراً انکے نام سے ریویو بند کر دیا ہُوا ہے۔ لیکن چونکہ انکے ذمہ بقایا ہے۔ اور ریویو کی مالی حالت کمزور ہے۔ اس لئے ہم یہ رسالہ انکی خدمت میں اس غرض سے ارسال کر رہے ہیں کہ وہ ریویو کی خریداری کو قبول فرمائیں۔ اور اگر کسی وجہ سے اپنے نام رسالہ جاری نہیں رکھنا چاہتے تو براہِ مہربانی ریویو کا جو قرضہ انکے ذمہ نکلتا ہے بہت جلد ادا کر کے ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اگر ادا نہیں فرما سکتے تو کم از کم ریویو کا حق تو ادا فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ابتدائی ایام میں ریویو کیلئے جماعت سے دس ہزار مانگتے تھے۔ لیکن اگر بعض دوست بجائے خود خریدار بننے اور دوسروں کو خریدار بنانے کے ریویو کا روپیہ بھی ادا نہ فرمائیں تو نہایت ہی افسوس کی بات ہوگی۔ (گذشتہ سے پیوستہ):-

نمبر خریداری	نام	مقام	رقم	نمبر خریداری	نام	مقام	رقم
۲۰۷۴	محمد عبداللہ صاحب	ڈھیاں کاہنہ	۸ر ہجہ	۲۱۰۲	ملک عزیز احمد صاحب	رزمک	۱۰ر للعہ
۲۰۷۵	عبدالرحمٰن صاحب خاکی	کوہ مری	۱ر عہ	۲۱۰۸	چوہدری عطاء اللہ صاحب	چک ۵۵۹ احمد آباد	۱۱ر ہجہ
۲۰۷۷	ابراہیم صاحب دوکاندار	بھمبر	۹ر ہجہ	۲۱۱۰	چوہدری سردار محمد صاحب	دوست پور	۱۱ر ہے
۲۰۷۹	مولوی مسیح الدین صاحب	جمرود	۳ر سے	۲۱۱۱	حافظ محمد الدین صاحب	چک ۲۵۴ بنگلہ دیہہ	۱۳ر سے
۲۰۸۱	محمد صادق شاہ صاحب	ہندواڑی	۳ر سے	۲۱۱۳	فضل حق صاحب	حسین پور	۳ر سے
۲۰۸۴	فتح محمد صاحب	کراچی	۱۲ر للعہ	۲۱۱۴	محمد ہادی صاحب	سوہدپور	۱۰ر ہے
۲۰۸۵	میر تصدق حسین صاحب	کردی	۴ر للعہ	۲۱۱۷	محمد اشرف ولد راجہ غلام محمد صاحب	دلیل پور	۱۴ر ہجہ
۲۰۹۰	محفوظ علی خانصاحب	ڈیرہ دون	۸ر ہیے	۲۱۲۳	عبدالجلیل صاحب	مردان	۱۲ر
۲۰۹۵	شیخ دوست محمد صاحب	کوٹ مومن	۴ر للعہ	۲۱۲۸	میاں رفیق احمد صاحب	پٹیالہ	۹ر للعہ
۲۰۹۶	اللہ دتا صاحب	عینو باجوہ	۶ر ہے	۲۱۲۹	میاں نذیر احمد صاحب	لاہور	۱۵ر ہے
۲۰۹۷	اشرف علی صاحب فاروقی	مقام سہنہ	۶ر ہے	۲۱۳۲	شیخ غلام محمد محمد ابراہیم صاحب	تتلے عالی	۱۲ر صہ
۲۰۹۸	محمد طفیل صاحب ماسٹر	شریف پورہ امرتسر	۲ر عہ	۲۱۳۳	مرزا عبدالکریم صاحب	کراچی	۷ر ہجہ
۲۱۰۰	محمد خورشید عالم صاحب	راولکے	۹ر سے	۲۱۳۴	عبدالحکیم صاحب	کراچی	۷ر ہجہ

(باقی دیکھو صفحہ ۳ ٹائیٹل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب التوحید

(بجواب رسالہ)

اثبات التثلیث فی التوحید

(نمبر ۵)

پادری عبدالحق صاحب کی دوسری دلیل

الامر الخامس

اگر ذات واجب تعالیٰ میں کثرت کا ہونا معیوب ہے تو اس میں قلت کا پایا جانا ضرور ہی معیوب ہوگا کیونکہ کثرت میں افراط کا اندیشہ ہے تو قلت میں تفریط کا۔

الجواب الاوّل

پادری صاحب! ہم مسلمان ذات باری میں صرف وحدت مانتے ہیں۔ کثرت کے قائل نہیں۔ اس لئے اگر ہمارے عقیدہ پر الزام عائد ہو سکتا ہے تو صرف تفریط کا۔ لیکن آپ توحید فی التثلیث ماننے والے ذات باری میں وحدت اور کثرت دونوں کے قائل ہیں۔ اس لئے آپ کے عقیدہ پر تفریط اور افراط دونوں الزام عائد ہوتے ہیں اور وہ عقیدہ جس پر ایک الزام عائد ہو یقیناً بہتر ہے اس عقیدہ سے جس پر دو الزام عائد ہوتے ہوں۔ سُنا جناب نے! یہ ہے آپ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے اقرار کا نتیجہ۔ اور آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ جب قلّت اور کثرت ایک جگہ جمع ہوں تو افراط و تفریط کوئی بھی نہیں رہتا بلکہ معاملہ سمویا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ قلّت یعنی وحدت ذات باری میں مانتے ہیں اور کثرت یعنی افراط اقانیم میں تسلیم کرتے ہیں پس آپ دونو الزاموں کے نیچے ہیں۔

الجواب الثانی

جناب پادری صاحب! ذات باری میں کثرت یقیناً افراط ہے۔ لیکن قلّت یعنی وحدت اور خدا کو ایک ماننا ہرگز تفریط نہیں۔ دلیل ہمارے اس دعویٰ کی یہ ہے کہ پہلے الوہیت کی تعریف معلوم کرو پھر خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ الوہیت کا مفہوم ہی ایسا ہے کہ اگر اُسے قلّت یعنی وحدت لاحق ہو تو تفریط کا نقص پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اُسے کثرت سے متصف کیا جائے تو افراط کا نقص نہایت شدت سے عائد ہوتا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ الوہیّت کے معنے ہیں تمام صفات حسنہ کا جامع ہونا اور تمام کمالات اور خوبیوں کا مجموعہ ہونا اور اس تعریف سے عیسائیوں کو بھی انکار نہیں۔ کیونکہ وہ بھی خدا تعالیٰ کو تمام کمالات تمام محاسن کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ پس جب اُلوہیّت کی یہ تعریف ہے تو پھر اس میں کثرت ماننا یقیناً افراط ہے کیونکہ جب خدا اُسے کہتے ہیں جو ہر قسم کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اور کوئی خوبی اور کمال اُس سے باہر نہ ہو تو پھر کثرت یعنی ایک سے زیادہ خدا تسلیم کرنا بے ضرورت ہے اور عدم ضرورت ہی کا نام دوسرے لفظوں میں افراط ہے۔ پس خدا کا مفہوم ہی کثرت کو دھکے دیتا ہے۔ کیونکہ جب خدا اُسے کہتے ہیں جو تمام خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہو اور کوئی خوبی اُس سے باہر نہ ہو تو پھر کثرت کی کیا ضرورت ہے؟ وہ اکیلا ہی کافی ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کو ایک مان کر پھر اُسے ایک سے زیادہ تسلیم کرتا ہے یقیناً افراط کا مرتکب ہے کیونکہ افراط کے معنے ہیں کسی چیز کا بے ضرورت یا ضرورت سے زیادہ ہونا اور دوسرا خدا یقیناً ایک بے ضرورت چیز ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کا مفہوم بھی سمجھتا ہو کہ خدا وہ ہے جس میں ہر کمال اور ہر خوبی موجود ہو اور پھر وہ یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو خدا دو یا تین ہیں یا ایک خدا میں تین شخصیتیں باپ۔ بیٹے اور روح القدس کی ہیں وہ یقیناً افراط کا مرتکب ہے کیونکہ ایک کامل و اکمل خدا کو مانکر دوسرے خدا یا دوسرے اقنوم اور شخصیت کا قائل ہونا یقیناً بے ضرورت اور بے وجہ ایک شے کو تسلیم کرنا ہے۔ پس پادری صاحب نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل سچ فرمایا کہ خدا میں کثرت کا ماننا معیوب اور افراط کا ارتکاب ہے۔ اس لئے ہم مسلمان خدا میں کثرت کے قائل نہیں اور اُس کی ذات پاک کو ہر قسم کی کثرت سے خالی مانتے ہیں کیونکہ جب خدا ہونے کی وجہ سے وہ تمام خوبیوں، تمام کمالات اور تمام محاسن کا جامع ہے تو اب اور کونسی خوبی یا کمال ہے جس کی وجہ سے ہم دوسرا خدا مانیں یا کسی دوسرے تیسرے اقنوم کے قائل ہوں۔ یقیناً یہ ہمارا فعل عقل کے خلاف اور افراط کے الزام کے نیچے ہوگا۔ لیکن پادری صاحب کا یہ کہنا کہ کثرت کی طرح قلّت یعنی وحدت بھی خدا کی ذات میں قابل الزام اور تفریط کا موجب ہے غلط ہے کیونکہ تفریط کے معنے ہیں ضرورت کا پورا نہ ہونا یا ضرورت سے کم ہونا۔ لیکن خدا کو ایک مان کر کمی کا نقص عاید نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب خدا کا مفہوم ہی یہ ہے۔ کہ جس میں تمام خوبیاں اور قدرتیں نمایاں ہوں تو پھر وہ اگر ایک ہو تو باوجود ایک ہونے کے اُس میں کونسی کمی ہے جس کی وجہ سے اُس میں تفریط خیال کیجائے۔ تفریط کے معنے تو کمی کے ہیں۔ مگر خدا اُسے کہتے ہیں جسمیں کوئی کمی نہ ہو اس لئے خدا ہو اور پھر اُس میں کمی ہو یہ محال ہے۔ نیز تفریط کہتے ہیں کہ ضرورت ہو اور پوری نہ ہو۔ مگر جب خدا کے معنے ہیں تمام اوصاف حسنہ کا جامع تو پھر کونسی ضرورت باقی رہ جاتی ہے جو ذات باری کے ذریعہ پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے خدا اگر ایک ہو تو باوجود اپنی وحدت کے خدا ہونے کی وجہ سے اُس میں کوئی کمی نہیں اور چونکہ تفریط کمی کا نام ہے اس لئے ذات باری کی وحدت تفریط کو مستلزم نہیں۔ ہاں اگر ذات باری میں کثرت تسلیم کیجائے تو افراط کا الزام بے شک درست ہے۔ خلاصہ یہ کہ ذات باری میں وحدت کسی تفریط کا موجب نہیں کیونکہ تفریط کے معنے ہیں کمی کے۔ اگر خدائی کا مفہوم ہے تمام کمیوں سے پاک ہونا۔ مگر کثرت یقیناً افراط ہے۔ کیونکہ جب ایک وجود میں تمام کمالات جمع ہیں پھر کسی دوسرے تیسرے خدا یا کسی دوسرے تیسرے اقنوم کو ماننا بلا ضرورت ہے اور بے ضرورت ایک چیز کو ماننا یا حاصل کرنا یا رکھنا دوسرے لفظوں میں یہی افراط ہے

الجواب الثالث

ذیل میں ہم ایک مکالمہ کی صورت میں مذکورہ بالا اعتراض کا جواب دیتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلم - آپ خدا کو صرف واحد کیوں نہیں مانتے ؟
عیسائی - کیونکہ وحدت میں قلّت ہے اور قلّت میں تفریط -
مُسلم - پھر آپ ذات باری میں محض کثرت کے قائل کیوں نہیں ؟
عیسائی - اس لئے کہ محض کثرت میں افراط ہے -
مُسلم - تو پھر آپ ذات باری کے متعلق کس بات کے قائل ہیں ؟
عیسائی - توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے یعنی وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کے -
مُسلم - ذات باری تعالیٰ میں وحدت کیسی اور کثرت کیسی ؟
عیسائی - خدا ذات میں واحد اور اقانیم میں کثیر ہے -
مُسلم - افراط کسے کہتے ہیں ؟
عیسائی - زیادتی یعنی ضرورت سے زیادہ کو تسلیم کرنا -
مُسلم - اب آپ یہ فرمائیں کہ خدا کی ذات میں کون کون سے اقانیم ہیں ؟
عیسائی - خدا کی ذات میں تین اقنوم ہیں باپ - بیٹا اور روح القدس -
مُسلم - اتنا ذرا اور بتا دیجئے گا کہ باپ قادر مطلق ہے یا نہیں ؟
عیسائی - بے شک باپ قادر مطلق ہے -
مُسلم - کیا باپ بغیر روح القدس اور بیٹے کی مدد کے قدرت کے کام کرسکتا ہے یا وہ قدرت کے اظہار میں باقی دو اقنوموں کا محتاج ہے ؟
عیسائی - نہیں نہیں بے شک باپ بطور خود مستقل طور پر قادر مطلق ہے - قدرت کے اظہار میں وہ کسی کا محتاج نہیں -
مُسلم - باپ خالق، رازق، علیم، حکیم، سمیع و بصیر ہے یا نہیں ؟
عیسائی - بے شک باپ یہ تمام اوصاف اپنے اندر رکھتا ہے -
مُسلم - کیا باپ خدا یا خداوند ہے ؟
عیسائی - بے شک باپ خدا بھی ہے اور ہمارا خداوند بھی ہے -
مُسلم - کوئی ایسا وصف بھی ہوسکتا ہے جو خدا کی شان کے شایاں ہو - مگر باپ میں نہ ہو -
عیسائی - نہیں نہیں ایسا کوئی وصف نہیں جو خدائی کے مفہوم کیلئے ضروری ہو - مگر باپ میں نہ ہو -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلم۔ اب آپ یہ فرمائیں کہ جب اقنوم اَبْ یعنی باپ سب کچھ کر سکتا ہے اور خدائی کا ہر وصفت اُس میں پایا جاتا ہے اور الُوہیّت کے تمام لوازم اُس میں موجود ہیں تو پھر باری تعالیٰ کی ذات میں اُس کے سوا ابن اور روح القدس دوؔ اور اقنوموں کی کثرت کے کیا معنے؟ اور کیا ضرورت؟ اور جس کی ضرورت نہ ہو اُسے تسلیم کرنا افراط نہیں تو اور کیا ہے؟

اس کے بعد ہم ایک اور بات پوچھتے ہیں کہ اقنوم ثانی یعنی ابن خدا ہے یا نہیں؟

عیسائی۔ بے شک اقنوم ثانی یعنی ابن خدا ہے۔

مُسلم۔ کیا وہ تمام اوصاف کا جامع ہے؟

عیسائی۔ بے شک اقنوم ثانی اپنے اندر تمام اوصاف حسنہ رکھتا ہے۔

مُسلم۔ کیا اقنوم ثانی خدائی کے کمالات میں سے کسی کمال سے محروم ہے؟

عیسائی۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔

مُسلم۔ جب اقنوم ثانی پوری طرح خدا اور خداوند ہے اور خدائی کے تمام لوازم اُسمیں پائے جاتے ہیں تو اقنوم اوّل اور ثالث کے وجود کی کیا ضرورت؟ اور جب اقنوم ثانی سب کچھ کر سکتا ہے تو باقی دوؔ وجودوں کو ہم کیوں مانیں؟ آخر وہ کونسی حاجت ہے جس کو مدِّنظر رکھ کر ہم باپ اور روح القدس کے وجود پر ایمان رکھیں؟

اِسی طرح ہمارا عیسائیوں سے سوال ہے۔ کہ روح القدس خدا یا خداوند ہے یا نہیں؟

عیسائی۔ بیشک اقنوم ثالث یعنی روح القدس خدا بھی ہے اور خداوند بھی۔ اور باپ بیٹے کی طرح پوری طرح تمام صفات الُوہیّت سے متصف بھی ہے۔

مُسلم۔ جب روح القدس پوری طرح خدا اور خداوند ہے تو پھر اَبْ اور ابن دوؔ اقنوموں کی کیا ضرورت؟ اور کیا وجہ ہے کہ ہم روح القدس کے پورے پورے خدا ہونے اور سب کچھ کر سکنے اور تمام قدرت نمائیوں کے دکھا سکنے کے باوجود پھر باقی دوؔ اقنوموں کو تسلیم کریں؟

غرض خلاصہ اس جواب کا یہ ہے۔ کہ عیسائیوں کے نزدیک ذات باری تعالیٰ کے تینوں اقنوم اَبْ، ابن اور روح القدس پوری طرح خدا خداوند اور الُوہیّت کے کمالات سے متّصف ہیں۔ جیسا کہ تمام عیسائیوں کا متّفقہ عقیدہ جسے مقدّس انتھانا سیس کا جامعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقیدہ کہتے ہیں اور جو کہ تمام گرجوں میں بڑی بڑی تقریبوں میں پڑھا جاتا ہے۔ باری تعالیٰ کے تینوں اقنوموں کو صاف اور واضح لفظوں میں خدا ٹھیرایا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

پس ایک باپ ہے نہ تین باپ، ایک بیٹا ہے نہ تین بیٹے، ایک روح القدس ہے نہ تین روح القدس اور اس تثلیث میں ایک دوسرے سے پہلے یا پیچھے نہیں ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا نہیں بلکہ تینوں اقانیم باہم ازل سے برابر یکساں ہیں

ناظرین! دیکھا آپ نے عیسائیوں کا متفقہ عقیدہ۔ کہ باپ، بیٹا اور روح القدس میں سے ہر ایک خدا ہے۔ تمام اوصاف میں کامل ہے اور سب آپس میں برابر اور یکساں ہیں چھوٹا اور بڑا نہیں کم و بیش نہیں۔ پس اس عقیدہ کو مدِّ نظر رکھو اور پھر عیسائیوں سے پوچھو کہ جب باپ پوری طرح خدا اور خداوند ہے۔ تو بیٹے اور روح القدس کی کیا ضرورت؟ کیوں نہ کہا جائے کہ باقی دو کا ماننا محض افراط اور زیادتی ہے۔ اسی طرح جب بیٹا پوری طرح خدا اور خداوند ہے تو باپ اور روح القدس کو ماننا کیوں نہ زائد از ضرورت سمجھا جائے۔ اسی طرح جب روح القدس پوری طرح خدا اور خداوند ہے تو باپ اور بیٹے کو کیوں تسلیم کیا جائے۔ کیوں نہ اُن کے ماننے کو افراط قرار دیا جائے؟ پس تثلیث یقیناً افراط کے الزام کے نیچے ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد تھا۔ مگر توحید یعنی ایک خدا ماننا قلّت اور کمی کا موجب نہیں۔ کیونکہ جب خدا اُسے کہتے ہیں جس میں تمام کمالات جمع ہوں تو اگر وہ ایک اور واحد ہو تو اُس میں کونسی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم توحید مان کر تفریط کے مرتکب سمجھے جائیں۔ تفریط تو تب ہو جب وہ جامع جمیع کمالات نہ ہو۔ مگر ہم گو خدا کو ایک سمجھتے ہیں۔ مگر اُسے تمام کمالات کا جامع سمجھتے ہیں۔ پس جو جمیع کمالات کا جامع ہو۔ اُس میں کمی کیسی؟ پس خدا ایک ہے وہ نہیں واحد ہے۔ کثیر نہیں۔ مگر پھر بھی اس میں کوئی کمی نہیں۔ کیونکہ سارے کمالات کا وہ جامع ہُوا۔

الجواب الرابع

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کو ایک نہ کہو۔ کیونکہ ایک کا عدد ایسا عدد ہے جو باقی اعداد مثلاً ۲-۳-۴-۵ وغیرہ کے مقابلہ میں قلیل ہے۔ اس لئے خدا کو ایک کہنے سے وہ خود قلیل ثابت ہوگا اور قلّت عیب ہے۔ کیونکہ اُس میں تفریط ہوتی ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کو محض کثیر بھی نہ کہو۔ کیونکہ کثرت بھی عیب ہے۔ کیونکہ کثرت میں افراط ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں ہم پادری صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے پوچھتے ہیں کہ اگر خدا کو نہ واحد کہا جائے۔ اور نہ کثیر تو پھر کیا کہا جائے تو وہ فرماتے ہیں کہ اُسے واحد فی الثلاثہ اور ثلاثہ فی الواحد کہو یعنی نہ محض واحد اور نہ محض کثیر۔ بلکہ اُس میں وحدت اور کثرت دونو تسلیم کرو یعنی وہ ذات کی رو سے واحد ہے۔ اور اقانیم کی رو سے کثیر ہے۔ پادری صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں ہم ایک عجیب بات پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم پادری صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اقانیم میں کتنی کثرت ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اقانیم کی کثرت تین تک محدود ہے یعنی ذات واحد میں باپ، بیٹا اور روح القدس تین اقنوم ہیں اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اگر اسلامی توحید پر آپ کو قلّت کا اعتراض ہے۔ اور مورتی والوں کی کثرت پر آپ کو افراط کا اعتراض ہے تو یاد رکھئے کہ آپ کی اقانیمی کثرت اِن دونو اعتراضوں کے نیچے ہے یعنی ذات باری میں تین اقنوموں کی کثرت کا ماننا تفریط اور افراط دونو عیوب پر مشتمل ہے۔ تفریط اس لئے کہ عیسائیوں کے نزدیک ذات باری کے صرف تین اقنوم ہیں حالانکہ تین کا عدد سوائے ایک اور دو کے باقی لاکھوں کروڑوں بلکہ بے شمار اعداد میں سب سے چھوٹا اور قلیل عدد ہے۔ جیسا کہ تین بمقابلہ ۴ اور ۵ کے قلیل ہے اس لئے جب ذات باری کے اقانیم کو تین کہو گے تو گویا ان کی طرف قلّت منسوب کرو گے۔ اور قلّت بقول پادری صاحب کے عیب ہے۔ اس لئے تثلیث کا ماننا ایک عیب ہُوا۔ عیسائیو! دیکھا ہمارا اعتراض کیسا واضح اور کیسا صاف اور کس طرح خود پادری عبد الحق صاحب کے مسلّمات کی رو سے ایک قاطع حُجّت ہے کیونکہ اگر خدا کو واحد کہنے سے وہ قلیل ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ واحد ایک کو کہتے ہیں اور ایک کا عدد باقی اعداد سے قلیل اور چھوٹا ہوتا ہے تو لازماً ذات باری کے اقنوموں کو تین کہنے سے بھی اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ تین کا عدد بھی تو ۴-۵-۶ وغیرہ باقی اعداد سے چھوٹا اور قلیل ہے۔ اس لئے اگر واحد کہنا خدا کو قلیل ثابت کرتا ہے تو اُس کے اقنوموں کو تین کہنا بھی اُسی طرح قلّت پیدا کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہُوا کہ خدا میں تین اقنوم ماننا نہایت ہی معیوب امر ہے۔ اب رہا دوسرا پہلو کہ تثلیث پر افراط کا اعتراض بھی عائد ہوتا ہے۔ سو اس کی تفصیل یہ ہے کہ تثلیث یعنی خدا کی ذات میں تین اقنوموں کا ہونا کثرت بھی ہے کیونکہ تین کا عدد دو اور ایک کے مقابلہ میں کثیر ہے۔ پس تثلیث میں کثرت بھی پائی گئی۔ اور چونکہ پادری صاحب کے نزدیک کثرت عیب اور افراط ہے اس لئے تثلیث کا ماننا گویا دوسرے لفظوں میں خدا کی ذات میں افراط کا ماننا ہے خلاصہ یہ کہ تثلیث افراط اور تفریط دونو الزاموں کے نیچے ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الجواب الخامس

اوپر ہم الزامی جوابوں سے پادری صاحب کی دلیل کو مسترد کر چکے ہیں۔ مگر اب ہم ایک تحقیقی جواب دیتے ہیں۔ سو جاننا چاہیئے کہ پادری صاحب کا فرمانا۔ کہ خدا کو واحد نہ کہو کیونکہ واحد ایک کو کہتے ہیں اور ایک کا عدد دوسرے اعداد کے مقابلہ میں قلیل ہے اِس لئے جب خدا کو ایک کہو گے تو گویا دوسرے لفظوں میں خدا کو قلیل تسلیم کرو گے۔ بالکل سطحی اعتراض ہے۔ اور قلّت تدبّر کا نتیجہ ہے پادری صاحب نے خیال نہیں کیا کہ اگر ایک کے عدد میں قلّت ہے۔ تو اس سے تو ایک کے عدد کی قلّت ثابت ہوئی نہ کہ خدا تعالیٰ کی۔ کیونکہ ہم خدا کو ایک کا عدد نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُسے تو ہم ایک کے عدد کا معدود سمجھتے ہیں۔ یعنی وہ ایسا وجود ہے جو ایک کے عدد کا موصوف ہے۔ پس اگر قلّت ہے تو عدد میں نہ کہ معدود میں۔ اور ہم اسکو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ جس سے ایک بچّہ بھی سمجھ جائیگا۔ کہ عدد کی قلّت یا کثرت معدود کی قلّت یا کثرت کا باعث نہیں ہوتی اور وہ مثال یہ ہے۔ کہ ایک شخص پادری صاحب کو کہے کہ ایک روپیہ زیادہ ہوتا ہے یا دس آنہ۔ تو پادری صاحب فوراً کہینگے اور لازماً کہیں گے کہ ایک روپیہ زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت دس آنہ کے۔ حالانکہ روپیہ ایک ہے۔ اور آنے دس ہیں اور اعداد کی رُو سے ایک قلیل ہے اور دس کثیر ہیں۔ ایک کم ہے اور دس زیادہ ہیں۔ مگر باوجود دس گُنا ہونے کے پھر ایک روپیہ زیادہ ہے بہ نسبت دس آنوں کے۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ عدد کی قلّت وکثرت کا معدود کی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پس جس طرح روپیہ باوجود ایک ہونے کے آنوں سے باوجود دس ہونے کے بڑا ہے۔ کیونکہ روپیہ کی ماہیت آنوں کی ماہیت سے اعلیٰ اور اکمل ہے اسی طرح خدا اگر واحد بھی ہو یعنی وہ ایسے عدد سے متصف ہو جو کہ قلیل بلکہ اقل ہے تو بھی عدد کی قلّت سے اُس کی ذات میں قلّت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی ماہیت میں قلّت نہیں۔ اس لئے کہ خدا اُسے کہتے ہیں۔ کہ جو تمام خوبیوں کا مرکز ہو تمام محاسن کا مجموعہ ہو۔ پس جس طرح روپیہ باوجود ایک ہونے کے آنوں سے باوجود اُن کے دس ہونے کے اعلیٰ ہے اور اُس کے عدد کی قلّت اُس پر اثر پذیر نہیں ہے۔ اور دس آنے باوجود اپنے عدد کے اعلیٰ ہونے کے ادنیٰ ہیں۔ اور اُن کے عدد کی کثرت روپیہ پر اُن کو کوئی فوقیت نہیں دیتی اسی طرح خدا اگر ایک ہو اور اُس کا عدد باقی اعداد سے قلیل ہو تو عدد کی قلّت کا اثر اُس کی ذات پر نہیں پڑنا چاہیئے۔ کیونکہ گو اُس کا عدد قلیل ہے۔ مگر اُسکی ماہیّت اعلیٰ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس مثال سے ناظرین پر ایک اور ایک دوؔ کی طرح منکشف ہوگیا ہوگا۔ کہ کسی چیز میں عیب اور خوبی ثابت کرنے کے لئے اُس کے عدد کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ اُس کی ماہیت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر کسی چیز کی ماہیت ادنیٰ ہے تو اُسے ادنیٰ کہو خواہ اُس کا عدد کثیر ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ دسؔ آنوں کو ایک روپیہ سے کم سمجھو خواہ آنوں کی تعداد کثیر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ آنوں کی ماہیّت اور حیثیّت میں روپیہ کی نسبت قلّت ہے۔ اسی طرح ایک روپیہ کو دس آنوں سے کم ہی تصوّر کرو خواہ ایک روپیہ کی تعداد قلیل بلکہ اقل ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ روپیہ کی ماہیّت اور حیثیّت آنوں کی حیثیّت اور ماہیّت سے بدرجہا اعلیٰ اور افضل ہے۔ اسی طرح خدا اگرچہ واحد ہے اور اُس کا عدد وہ ہے جو کہ اور اعداد کے مقابلہ میں قلیل بلکہ اقل ہے۔ مگر اس سے خدا کی ذات میں قلّت کا عیب لاحق نہیں ہوتا۔ کیونکہ قلّت کا عیب تو خدا کو تب لاحق ہو۔ جبکہ خدا کی ماہیّت میں قلّت ہو۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک بھی خدا کی ماہیّت یہ ہے کہ وہ تمام کمالات کا جامع۔ تمام نقصوں اور کمیوں سے پاک۔ تمام عیوب سے منزّہ ہے۔ اس لئے وہ باوجود ایک ہونے کے تفریط اور قلّت سے پاک ہے۔

الجواب السادس

پادری صاحب اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں:۔

محاسبین کے نزدیک تو واحد کوئی حقیقی عدد ہی نہیں بلکہ کمیّت اشیاء کے تفہم اور تفہیم کے لئے تسے مفروض ہے۔ (دیکھو صفحہ

اس حوالے سے تو پادری صاحب کا اعتراض بالکل ہباءً منثورا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب واحد عدد ہی نہیں تو اُس کا اور اعداد سے مقابلہ ہی کیا۔ پس یہ کہنا ہی غلط ہے کہ خدا کو واحد نہ کہو کیونکہ واحد ایک عدد ہے اور عدد بھی اور اعداد کے مقابلہ میں قلیل۔ کیونکہ جب محاسبین کے نزدیک واحد عدد ہی نہیں تو وہ اور اعداد کے مقابلہ میں قلیل بھی نہ ہُوا اور جب وہ قلیل نہ ہُوا تو خدا کو واحد ماننے کر ذات باری میں قلّت بھی پیدا نہ ہوئی اور ہم مسلمان قلّت کے الزام سے بری ہو گئے۔ مگر تثلیث پر افسوس کہ وہ تفریط اور افراط دونوں الزاموں کے نیچے ہے۔ کیونکہ تثلیث یعنی تین کا عدد یقیناً سب محاسبین کے نزدیک عدد ہے پس خدا کے تین اقانیم ماننے کر تفریط اور افراط دونو الزام عاید ہوتے ہیں۔ افراط اس لئے کہ تین کا عدد دوؔ کے مقابلہ میں کثیر ہے اور کثرت افراط کو مستلزم ہے۔ اور تفریط اس لئے کہ تین کا عدد بمقابلہ ۴ اور ۵ کے قلیل ہے اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے تین اقنوم ماننا تفریط کا موجب ہے۔ غرض محاسبین نے وحدت کو عدد کی مد سے نکالکر خدا کی توحید کو تفریط سے بچا لیا۔ مگر تین کو اعداد میں شمار کر کے تثلیث کو دو سے زیادہ ہونیکی وجہ سے تفریط کا مورد بنا کر ہمیشہ کے لئے مطعون کر دیا ہے۔ فالحمد للہ الاحد الصمد۔

الامر السادس

جس طرح کثیر کا تجزیہ ہو سکتا ہے۔ اُسی طرح واحد کا بھی تجزیہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جیسے کثیر مجموعہ سالمات ہے ویسے ہی واحد مجموعہ کسور ہے۔

الجواب الاوّل

پادری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح ہر کثیر کا تجزیہ ہو سکتا ہے اور ہر صاحب کثرت کے حصے بخرے ہو سکتے ہیں اسی طرح ہر واحد کے بھی حصے بخرے کیئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے خدا کو کثیر کہنے سے اگر تجزیہ کا اعتراض ٹھیرتا ہے۔ تو خدا کی وحدت پر بھی یہی اعتراض وارد ہوتا ہے۔ پادری صاحب کے اس دعوے کے جواب میں ہم ایک ایسا واحد پیش کرتے جس کا تجزیہ پادری صاحب کے نزدیک بھی ناممکن ہے اور وہ نقطہ ہے۔ کیونکہ تمام ریاضی دان تمام فلسفی بلکہ تمام اہل علم بغیر کسی استثناء کے اس امر پر متفق ہیں کہ نقطہ میں کسی قسم کی کوئی تقسیم ممکن نہیں اور جس میں کسی قسم کی کوئی تقسیم نہ ہو سکے وہ لازماً تجزیہ کو قبول نہیں کریگا۔ پس نقطہ وہ واحد ہے۔ جس میں تجزیہ کو کوئی راہ نہیں اس لئے پادری صاحب کا یہ دعویٰ کہ ہر واحد کا تجزیہ ہو سکتا ہے غلط ثابت ہوا۔ ہاں پادری صاحب کا یہ کہنا کہ ہر کثیر متجزی ہوا کرتا ہے بیشک درست ہے کیونکہ دنیا میں اس امر کی کوئی ایک بھی نظیر نہیں مل سکتی کہ کوئی چیز کثیر ہو اور پھر اُس کے حصے بخرے نہ کیئے جا سکیں۔ پس ہم مسلمان جو خدا کو واحد مانتے ہیں تجزیہ کے الزام کے نیچے نہیں کیونکہ نقطہ کی مثال پیش کر کے ہم نے ثابت کر دیا کہ وحدت کے لئے تجزیہ لازمی نہیں۔ لیکن عیسائی خدا میں کثرت مان کر تجزیہ کے الزام کے نیچے آجاتے ہیں۔ کیونکہ کوئی ایک بھی مثال نہیں مل سکتی کہ کثیر ہو اور پھر اُس کا تجزیہ نہ ہو سکتا ہو اس لئے توحید پر اعتقاد رکھنا تجزیہ کا موجب نہیں مگر تثلیث کو ماننا یقیناً تجزیہ کا مقتضی ہے۔

الجواب الثّانی

پادری صاحب اکثیر تو بے شک تجزیہ کا مقتضی ہے۔ کیونکہ کثیر کا مفہوم ہی یہ ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس میں ایک سے زیادہ اجزاء یا افراد یا اقانیم ہوں۔ پس جو چیز ایک سے زیادہ افراد یا اجزاء پر مشتمل ہوگی اُس کا لازماً تجزیہ ہو سکے گا۔ کیونکہ جب کثیر کے معنے ہی یہ ہیں کہ جو ایک سے زیادہ پر مشتمل ہو تو وہی افراد جن پر وہ مشتمل ہے۔ اُس کے اجزاء ہونگے۔ اور اجزاء والا ہونا ہی دوسرے لفظوں میں تجزیہ کہلاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کثیر اس لئے صاحب تجزیہ ہے۔ کہ کثیر اور صاحب تجزیہ کے ایک ہی معنے ہیں گویا دونو مساوی کلیاں ہیں۔ کیونکہ کثیر کے معنے ہیں۔ ایک سے زیادہ اجزاء یا افراد پر مشتمل ہونا اور صاحب تجزیہ کے معنے ہیں کہ کسی چیز کے اجزاء کی تعیین کرنا پس جب ہم کسی چیز کو کثیر کہتے ہیں تو دوسرے لفظوں میں اُسے صاحب الاجزاء کہتے ہیں۔ اور جو چیز صاحب الاجزاء ہوگی۔ اُس کا تجزیہ بھی ممکن ہوگا۔ کیونکہ جب کسی چیز کے کئی اجزاء ہیں تو انہیں اجزاء کی طرف وہ چیز متجزی ہوگی۔ اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ کثیر کا تجزیہ ہو سکتا ہے یقیناً درست ہے۔ کیونکہ کثیر کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ جو متجزی ہو سکے۔ مگر آپ کا یہ کہنا کہ واحد کا بھی تجزیہ ضروری ہے غلط ہے۔ کیونکہ واحد کے مفہوم میں تجزیہ داخل نہیں اس دوسرے جواب میں ہماری یہ بحث نہیں۔ کہ واحد کا تجزیہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بلکہ اس نمبر میں ہم نے صرف یہ نقطۂ خیال پیش کیا ہے۔ کہ تجزیہ کے لحاظ سے کثیر اور واحد میں فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ کثیر کا تجزیہ اتفاقی امر نہیں بلکہ کثیر کی تعریف میں ہی تجزیہ داخل ہے۔ کیونکہ تجزیہ کے معنے ہیں کسی چیز کے اجزاء کو الگ الگ کر دینا اور کسی چیز کے اجزاء تبھی الگ الگ ہو سکیں گے جبکہ اُس چیز میں ایک سے زیادہ اجزاء ہوں۔ اور چونکہ کثیر کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ جو ایک سے زیادہ اجزاء یا افراد پر مشتمل ہو اس لئے کثیر کے مفہوم کے اندر ہی اُس کا تجزیہ بھی مرکوز ہوتا ہے۔ مگر واحد کا یہ حال نہیں۔ کیونکہ واحد کی تعریف میں تجزیہ داخل نہیں بلکہ واحد کا مفہوم تجزیہ کے مخالف ہے۔ کیونکہ تجزیہ کے معنے ہیں کسی چیز کے اجزاء کو الگ الگ کرنا اور واحد کے معنے ہیں اجزاء والا نہ ہونا۔ پس واحد بحیثیت واحد ہونے کے تجزیہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے پادری صاحب کا تجزیہ کے معاملہ میں واحد اور کثیر دونو کو ایک جیسا سمجھنا غلط ثابت ہوا اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد تھا۔

الجواب الثالث

جواب نمبر دو میں ہم لکھ آئے ہیں۔ کہ کثیر اپنے مفہوم کے لحاظ سے تجزیہ کو چاہتا ہے مگر واحد اپنے مفہوم کے لحاظ سے تجزیہ کا مقتضی نہیں۔ مگر اس تیسرے جواب میں ایک قدم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آگے بڑھا کر یہ کہتے ہیں۔ کہ نہ صرف یہ کہ واحد کے مفہوم میں تجزیہ داخل نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ جو واحد ہو اُس کا تجزیہ نہ ہو سکے۔ اور یہ کہ واحد کے لئے ناممکن ہے۔ کہ وہ صاحب تجزیہ ہو۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ یہ جو ہمیں نظر آتا ہے کہ واحد یعنی ایک چیز کو بھی ہم ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں مثلاً ایک انسان باوجود اس کے کہ وہ صرف ایک انسان ہے دو نہیں پھر اس کے سینکڑوں ہزاروں ٹکڑے اور اجزاء کیئے جا سکتے ہیں۔ نیز ایک میز ایک کرسی ایک چارپائی باوجود اس کے کہ یہ صرف ایک ایک ہیں۔ مگر پھر اُن کے ہزاروں لاکھوں اجزاء کیئے جا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ واحد کا بھی تجزیہ ہو سکتا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ باوجود اس کے کہ ایک چارپائی، ایک کرسی اور ایک انسان کے ہزاروں ٹکڑے اور اجزاء کیئے جا سکتے ہیں۔ پھر بھی یہ کلیہ صحیح ہے۔ کہ واحد کا تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم ایک کرسی ایک چارپائی یا ایک انسان بولکر واحد سے ہر بات میں واحد ہونا مراد نہیں لیتے بلکہ ایک انسان سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ انسان ہونے میں ایک یعنی اس وجود میں گوشت پوست ہڈیاں وغیرہ ہزاروں اجزاء ہیں مگر انسان صرف ایک ہے۔ پس ایک انسان سے ہماری مراد ہر بات میں ایک ہونا ہے ہی نہیں بلکہ صرف انسان ہونے میں ایک ہونا مراد ہوتا ہے اور اس حیثیت سے بیشک اُس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا یعنی ایک انسان کو اگر کاٹو کے تو گو ہزاروں لاکھوں ٹکڑے اُس کے ہو جائینگے۔ مگر انسان دو نہ بن سکیں گے۔ اسی طرح جب کرسی کو ایک کرسی کہتے ہیں اور واحد کے عدد سے اُسے متصف کرتے ہیں تو وہاں واحد فی الاجزاء ہونا مراد نہیں ہوتا کہ اس میں مختلف اجزاء لکڑی، کیل، کپڑا وغیرہ نہیں ہیں بلکہ ایک کرسی سے ہماری مراد کرسی کے لحاظ سے ایک ہونا ہے۔ پس اس جہت سے بیشک اُس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا یعنی ایک کرسی کو اگر توڑ دو گے اور اُس کی لکڑی اُس کے کیل اُس کا کپڑا اُس کے پائے اُسکی گدی وغیرہ الگ الگ کر دو گے تو اجزاء تو بے شک بہت سے ہو جاویں گے۔ مگر اس تجزیہ سے کرسیاں دو نہیں بن سکتیں اس سے معلوم ہوا کہ واحد کا تجزیہ نہیں ہو سکتا ورنہ ایک کرسی کے اجزاء الگ کرنے سے چاہیئے تھا کہ دو کرسیاں بنجاتیں مگر یہ قطعاً ناممکن ہے پس یہ کلیہ بالکل درست اور مکمّل طور پر درست ہے کہ واحد کا تجزیہ نہیں ہو سکتا یعنی جس جہت سے کوئی واحد ہو اُس جہت سے اُس کا تجزیہ نہیں ہو سکیگا۔ اور چونکہ ایک انسان سے ہماری مراد انسان ہونے میں ایک ہونا ہے۔ اس لئے ایک انسان کے کبھی دو انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں بن سکتے ہاں اُس کے ٹکڑے بیشک لاکھوں تک ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم نے اُسے ٹکڑوں یا اجزاء کے لحاظ سے ایک انسان نہ کہا تھا۔ بلکہ انسانیت کے لحاظ سے ایک کا لفظ اُس پر بولا تھا اس ساری عبارت سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ جس امر میں کوئی چیز۔ واحد ہو اُس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ اب اس اصول کو خدا کی وحدت پر چسپاں کرو تو صاف نتیجہ نکلے گا کہ خدا کی وحدت میں تجزیہ نہیں کیونکہ جب ہم خدا کو واحد کہتے ہیں تو اُس سے ہماری مراد صرف یہی نہیں ہوتی کہ وہ خدا ہونے میں ایک ہے بلکہ اُس سے خدا کا ہر بات میں واحد ہونا مراد ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی الوہیت میں واحد ہے یعنی دوسرا خدا کوئی نہیں ہے وہ اپنی صفات میں واحد ہے۔ یعنی اُس جیسی صفات اور کسی میں نہیں۔ وہ اپنے افعال میں واحد ہے یعنی ویسے افعال پر کوئی اور شخص قادر نہیں۔ اسی طرح وہ اپنی حقیقت اور ماہیت میں واحد ہے۔ یعنی وہ مرکب نہیں کہ اجزاء سے بنا ہو نہ وہ مجموعہ ہے کہ افراد پر مشتمل ہو۔ پس ایک کُرسی کا تجزیہ اس لئے ممکن ہے۔ کہ ہم کسی کُرسی کو ایک کُرسی ہر جہت سے نہیں کہتے بلکہ ایک کُرسی سے ہمارا مطلب کُرسی ہونے میں ایک ہونا ہوتا ہے۔ مگر خدا کی وحدت کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ محض خدا ہونے میں ایک ہے بلکہ اُس کی وحدت سے مراد اُس کا ہر بات میں واحد ہونا ہے۔ وہ خدائی میں بھی واحد ہے۔ وہ اپنی ذات میں بھی واحد ہے وہ اپنی صفات اور اپنے افعال میں بھی واحد ہے نہ وہ مجموعہ ہے کہ اُس کے افراد ہوں نہ وہ مرکّب ہے کہ وہ صاحب اجزاء ہو۔ اس لئے ذات باری تعالیٰ کی وحدت کا تجزیہ کسی صورت سے بھی ممکن نہیں ہاں تثلیث اقدس کا تجزیہ بیشک ممکن ہے۔ کیونکہ اُس میں کثرت ہے اور کثرت اپنے مفہوم کی رو سے تجزیہ کو چاہتی ہے۔

الجواب الرابع

عیسائیو! آؤ تمھیں واحد اور کثیر کے تجزیہ کا ایک مسکت اور ناطق جواب دیں۔ سنو! ہم خدا تعالیٰ کو محض واحد مانتے ہیں اُس کی ذات میں کسی کثرت کے قائل نہیں اس لئے ہم اُس کے وجود میں تجزیہ کے بھی قائل نہیں۔ مگر تم خدا کی ذات میں اقنوموں کی کثرت کے قائل ہو اس لئے تم پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ تم خدا کو صاحب کثرت مان کر اُس کے حصّے بخرے کرتے ہو۔ لیکن اگر تم ہمارے اس اعتراض کو درست نہیں سمجھتے تو آؤ میدان میں سنو! ہم مدعی ہیں۔ کہ کثرت یقیناً صاحب تجزیہ ہے۔ اور تم مدعی ہو کہ لازماً وحدت بھی تجزیہ کی مقتضی ہے۔ اب فیصلہ کرنے کے لئے کہ حق کس کی طرف ہے میں یہ معیار پیش کرتا ہوں۔ کہ تم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے خدا کو ہمارے معتقدات کی روشنی میں تقسیم کرو اور اُس کا تجزیہ کرکے دکھاؤ اور ہم تمہارے خدا کا تمہارے مسلّمات کی روشنی میں تجزیہ کرکے دکھائیں اس طرح جو فریق تجزیہ کرکے دکھادیگا وہ کامیاب سمجھا جائیگا۔ اور جو فریق تجزیہ نہ کرسکیگا وہ ناکام قرار دیا جائیگا۔ اب آؤ پہلے ہم تمہارے خدا کو لیتے ہیں۔ اور ایک منٹ میں اُس کے حصّے بخرے کرکے تمہیں دکھا سکتے ہیں سنو! تم خدا کی واحد ذات میں تین اقنوم اَبؔ۔ ابنؔ اور روح القدسؔ مانتے ہو۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تمہارا خدا صاحب تجزیہ ہے۔ اگر کہو کہ اُس کے اجزاء الگ الگ کرکے دکھاؤ۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ ہاں سُنو! وہ اجزاء یہ ہیں:- باپ ایک، بیٹا دو، روح القدس تین چلو ہم نے ایک منٹ میں تمہارے اپنے مسلّمات کی رُو سے تمہارے خدا کے اجزاء الگ الگ کرکے دکھا دیئے جس سے صاف اور واضح ہوگیا۔ کہ تمہارا خدا صاحب تجزیہ ہے جس کے تین اجزاء ہیں۔ اور تینوں کے الگ الگ نام بھی ہیں۔ اب تمہاری باری ہے لو اب تم ہمارے خدا کا تجزیہ کرکے دکھاؤ۔ بتاؤ وہ کن اجزاء سے مرکب ہے؟ مگر تم قیامت تک یہ ثابت نہیں کرسکتے۔ کیونکہ ہم مسلمان اُس کو مرکب ہی نہیں مانتے۔ کہ اُس کے اجزاء ہوں اچھا بتاؤ وہ کن افراد پر مشتمل ہے؟ مگر تم یہ بھی ثابت نہیں کرسکتے۔ کیونکہ ہم مسلمان اُسے مجموعہ ہی تسلیم نہیں کرتے کہ جس میں افراد ہوں۔ اچھا بتاؤ کہ ہمارے خدا میں کتنے اقانیم ہیں؟ مگر تم یہ بھی ثابت نہیں کرسکتے۔ کیونکہ اُمّتِ مسلمہ اپنے خدا میں اقانیم کے وجود کی قائل ہی نہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اسلامی خدا کی ذات کے بطون میں کونسی کثرت ہے۔ جو تجزیہ کو مستلزم ہے؟ مگر تم اس کے ثبوت میں بھی ناکام رہوگے۔ کیونکہ دین حنیف میں خدا کی ذات کے بطون ہی مسلّم نہیں غرض عیسائیو آؤ۔ میدان میں آؤ۔ اور تمہارے پہلے اور پچھلے۔ تمہارے عالم اور جاہل تمہارے بڑے اور چھوٹے۔ تمہارے مرد اور عورتیں، تمہارے بچّے اور بوڑھے ایڑی چوٹی کا زور لگالیں۔ اور ہمارے خدا ہاں ہمارے واحد خدا کی وحدت کا کسی قسم کا تجزیہ کرکے دکھلائیں۔ مگر یاد رکھو تم ناکام رہوگے اور نامرادی سے مروگے۔ مگر ہمارے خدا کا تجزیہ نہ کرسکوگے۔ کیونکہ وہ الواحد الصمد الاحد الفرد ہے وہ مجموعہ نہیں کہ اس کے افراد ہوں وہ مرکّب نہیں کہ اُس کے اجزاء ہوں وہ صاحبِ کثرت نہیں کہ اُس کے بطن میں اقانیم ہوں بلکہ وہ واحد محض اور احد مطلق ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ تمہاری یہ بات سرے سے ہی غلط ہے کہ واحد کا بھی تجزیہ ہوسکتا ہے ہاں اے عیسائیو! کثیر کا ضرور تجزیہ ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ چنانچہ ہم نے تمہارے خدا کا تمہارے ہی مسلّمات کی رُو سے ایک منٹ میں تجزیہ کرکے دکھادیا اور تجزیہ بھی ایسا کہ ہر چیز علیحدہ علیحدہ ناہموار اور ہر حصہ ناہموار پیش کرکے دکھادیا اور صاف بتادیا کہ تمہارا خدا مجموعہ ہے۔ جس میں اَبّ، ابن اور روح القدس نام تین افراد ہیں یا تمہارا خدا مرکب ہے کہ جس میں باپ، بیٹا اور روح القدس نام تین اجزاء ہیں یا تمہارا خدا اسم جمع ہے جو تین اقانیم پر مشتمل ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم مسلمانوں کا خدا تجزیہ سے پاک ہے۔ کیونکہ اگر اُس کا تجزیہ ہو سکتا تو تم اے عیسائیو اُس کے اجزاء ہمیں بتا سکتے دکھلا سکتے اور گن سکتے۔ مگر تم ایسا نہ کرسکے۔ مگر تمہارے خدا کا تجزیہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ تمھیں خود بھی مسلّم ہے۔ کیونکہ تم خدا کی ذات کے اندر باپ، بیٹا اور روح القدس نام تین اقنوم یعنی تین شخصیتیں تسلیم کرتے ہو۔ پس یہی تین اقنوم اُس کے اجزاء ہیں۔ اور جس کے اجزاء ہوں اُس کا تجزیہ بھی ہو سکتا ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا۔ جو تمہارے اپنے مسلّمات کی رُو سے پورا ہو گیا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین لاشریک لہ وبذالک امرتم ولکن اشرکتم بہ فاتقوا اللہ۔ ولا تکونوا من الغافلین ٭

مفید ٹریکٹ و رسالے

مندرجہ ذیل ٹریکٹ مینجر ریویو آف ریلیجنز اُردو سے طلب فرمائیں

چند کارآمد حوالے نمبر ا و ۲	۱ر
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	٠ر
اسلام کی اندرونی تصویر	٠ر
آریہ سماج اور گاندھی جی	٠ر
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۱٠ر
کفّارہ	۱ر
بُطلان مسئلہ قدامت رُوح و مادّہ	۱ر
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان } نہایت مدلّل	۴ر
افادات الفریدی { خلفاء حضرت باوا فرید رح کی کتابوں سے تصدیق سلسلہ احمدیہ }	۲ر
شیعہ سوراج اور اسکے واقعات	۱ر
ابطال الباطل (ردّ شیعہ)	۲ر
براہین العقائد { سات اصول اسلام پر دلائل قرآنی }	۸ر
معارف القرآن۔ گیارہ پاروں کا درس	۸ر
تصوّف { وہ مضمون جو علامہ حافظ روشن علی صاحب نے دہلی کانفرنس میں پڑھا }	۶ر
مقصد مذہب { مذہبی کانفرنس لاہور میں پڑھا گیا }	۳ر
الاستخلاف۔ ردّ شیعہ از آیات قرآنی	۴ر
مجمع البحرین { حقیقی اسلام پر دہلی کانفرنس میں مضمون }	۳ر
کمالات احمدیہ { نوشتہ مولنا شمس بجواب مولوی ثناء اللہ امرتسری }	۶ر
التشریح الصحیح { حدیث نزول مسیح کی پوری تشریح }	۶ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تحریک قادیان" کا جواب

(بسلسلۂ گذشتہ)

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق مخالفین سلسلہ کے اعتراضات کا جواب

مولٰنا سیّد حبیب مدیر سیاست نے براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق تحریک قادیان کے صفحہ ۱۵۶ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"آپ نے ادعائے نبوت سے پہلے اعلان کیا۔ کہ آپکو براہین احمدیہ کے نام سے ایک کتاب شائع کرنا ہے لیکن روپیہ موجود نہیں۔ لہذا مسلمان قیمت پیشگی روانہ کریں۔ اس لئے کہ اس کتاب میں حقانیت اسلام پر تین سو دلائل ہونگے۔ لوگوں نے لاکھوں روپے روانہ کیئے۔ جس کا مرزا صاحب نے خود اعتراف کیا۔ آپنے تین جلدیں لکھنے کے بعد اعلان کیا۔ کہ کتاب ایک سو جزو تک پہنچ گئی ہے۔ اور قیمت بڑھاکر پہلے دسؔ اور پھر پچیس روپے کردی۔ لیکن چوتھی جلد کے خاتمہ پر آپنے اعلان کردیا کہ اب اس کتاب کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اور اس کے بعد آپنے کتاب کی اشاعت بند کردی۔ قطع نظر اس سے کہ بقول مرزا صاحب اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تکمیل کتاب کے متعلق کیا تھا وہ اب تک پورا نہیں ہُوا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنی شان یوں بیان کرتا ہے۔ کہ ہمارا وعدہ ہمیشہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ مرزا صاحب نے خود اس کتاب کے متعلق اپنے مواعید کو پس پشت ڈالدیا۔"

اس لئے کہ تا جواب کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ مَیں اس اعتراض کے ۲ دو حصے کرتا ہوں۔

پہلا حصہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقانیت اسلام پر تین ۳۰۰ سو دلائل لکھنے کا اعلان کیا اور لوگوں سے روپیہ بھی منگوایا۔ مگر براہین احمدیہ کی چوتھی جلد شائع کرنے کے بعد کتاب کی اشاعت بند کردی اپنے مواعید کو پس پشت ڈال دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارادہ

اس میں شبہ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب براہین احمدیہ کو لکھنا شروع فرمایا تو اسوقت آپؑ کا اپنا ارادہ یہی تھا۔ کہ صداقت اسلام پر ایک ایسی کتاب لکھی جائے۔ جس میں حقانیت اسلام پر تین سو دلائل ہوں مگر براہین احمدیہ کی جلد چہارم کے بعد بظاہر یہ سلسلہ قائم نہیں رہا۔ لیکن اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ گویا نعوذ باللہ آپؑ نے اپنے وعدوں کو پس پشت ڈال دیا۔ بلکہ یہ وجہ تھی کہ خداتعالیٰ نے آپؑ کو مامور فرما کر اہل عالم کی اصلاح کیلئے کھڑا کر دیا۔ اور آپؑ کو براہین احمدیہ کی تالیف کا کام چھوڑ کر اس سے بہت زیادہ اہم کام کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ آپؑ خود تحریر فرماتے ہیں:۔

خداتعالیٰ کی ناگہانی تجلّی

"ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اسوقت اس کی کوئی اور صورت تھی پھر بعد اس کے قدرت الٰہیّہ کی ناگہانی تجلّی نے اس احقر عباد کو موسیٰؑ کی طرح ایک عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے انی انا ربك کی آواز آئی۔ اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت ربّ العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جسقدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیقتِ اسلام کے ظاہر کیئے ہیں۔ یہ بھی اتمام حجّت کیلئے کافی ہیں۔"

(اعلان بعنوان "ہم اور ہماری کتاب" ملحقہ براہین احمدیہ جلد چہارم)

حالات کے بدلنے سے وعدہ بدل جاتا ہے

پس جبکہ حالات بدل گئے۔ اور مشیت ایزدی نے آپؑ کی توجہ کو کسی اور طرف پھیر دیا۔ تو براہین احمدیہ کی تکمیل بھی اس صورت میں نہ ہو سکی۔ جس صورت پر آپؑ اسے پہلے مکمّل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور اہل اسلام کے ہاں یہ امر مسلّم ہے کہ حالات کے بدلنے سے وعدہ تبدیل ہو جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ وعد اللہ المؤمنین والمؤمنات جنّاتٍ تجری من تحتها الانهار خالدین فیها (۱۰/۱۵) اسی طرح فرمایا ہے:۔ وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفّار نار جهنّم خالدین فیها (۱۰/۱۵) یعنی خداتعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنّت کا مگر کفّار سے دوزخ کا وعدہ کیا ہوا ہے دوسری جگہ فرماتا ہے۔ جنّتی دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقاً فهل وجدتم ما وعد ربکم حقاً قالوا نعم (۸/۱۲) یعنی ہم سے جو خدا نے وعدہ کیا تھا اسے تو ہم نے سچّا پا لیا۔ کیا تمہارے متعلق بھی خدا نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا۔ وہ بادلِ ناخواستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہینگے کہ ہاں۔ گویا مومنوں سے جنّت کا اور کفّار سے دوزخ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے۔ لیکن اگر کوئی مومن مرتد ہوجائے یا کافر مومن ہوجائے تو چونکہ حالات تبدیل ہوجائینگے اس لئے جو جنّت کا مستحق تھا وہ جہنّم میں چلا جائیگا اور جس نے جہنّم میں جانا تھا وہ جنّت میں داخل ہوجائیگا۔ احادیث میں بھی اس قسم کی بعض مثالیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً ایک روایت میں ہے قالت الیھود لقریش اسألوہ عن الروح وعن اصحاب الکھف وذی القرنین فسألوہ فقال ایتونی غدًا اخبرکم ولم یستثن۔ فابطأ عنہ الوحی بضعۃ عشر یومًا حتّٰی شق علیہ وکذبتہ قریش (تفسیر کمالین برحاشیہ جلالین ص۲۱۲ مجتبائی) یعنی ایک دفعہ یہود نے قریش سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روح اصحاب کہف اور ذی القرنین کے متعلق سوال کرو۔ انہوں نے پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کل آنا۔ میں تمہیں بتادونگا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قریباً دس پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ امر شاق گذرا۔ اور قریش نے آپؐ کو جھوٹا کہا۔ کیا اس واقعہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہر شخص کہیگا کہ یہ وعدہ خلافی نہیں کیونکہ اس کا سرانجام پانا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف تھا۔ اسی طرح براہین احمدیہ کی تکمیل بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف تھی جیسا کہ آپؑ نے اعلان میں ظاہر کردیا۔ پس اس بارے میں آپؑ پر وعدہ خلافی کا الزام عائد نہیں ہوسکتا۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے ایک دن حضرت جبریئلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو آنے کا وعدہ کر گئے مگر حسب وعدہ نہ آسکے۔ دوسرے دن جب آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ لقد کنت وعدتنی ان تلقانی البارحۃ۔ یعنی آپ نے تو گذشتہ رات آنے کا وعدہ کیا تھا پھر کیوں نہ آئے؟ قال اجل ولکنّا لا ندخل بیتًا فیہ کلب ولا صورۃ (مشکوٰۃ باب التصاویر ص۳۸۵) انہوں نے کہا۔ وعدہ تو بیشک کیا تھا مگر ہم اس گھر میں نہیں آیا کرتے جس میں کُتّا یا کوئی تصویر ہو۔ کیا اس حدیث کو پڑھکر کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے خلاف وعدہ کیا۔ کوئی شخص ایسا نہیں کہیگا کیونکہ ایک نئی صورت حالات پیدا ہوگئی تھی۔ جو پہلے نہیں تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر بھی یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ آپؑ نے اپنے وعدوں کو پسِ پشت ڈال دیا۔ کیونکہ حالات بدل گئے تھے۔ چنانچہ آپ واضح الفاظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں فرماتے ہیں:۔

"ہم اپنے گذشتہ اشتہار میں لکھ چکے ہیں۔ اور اب بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اب یہ سلسلۂ تالیف کتاب بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے۔ اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے۔ بلکہ جس طور سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھیگا۔ کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دیگا۔ کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں ہے اور اُسی کے امر سے ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۹۲)

ہر ارادہ پورا نہیں ہو سکتا

پھر یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک شخص خواہ وہ نبی اور رسول ہی کیوں نہ ہو۔ جو چاہے وقوع میں آجائے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

انك لا تهدى من احببت۔ اے رسول تو اُسے ہدایت نہیں دے سکتا جس کو تو ہدایت دینا چاہے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہی ہوئی چیز کا ہو جانا لازمی نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ اگر اپنی ظاہری صورت میں پورا نہ ہُوا تو اس پر اعتراض کیسا۔

تکمیل براہین کے متعلق خدا تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہ تھا

اعتراض کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تکمیل کتاب کے متعلق کیا تھا وہ اب تک پورا نہیں ہُوا"۔ مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ تکمیل کتاب کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی الہام میں نہیں۔ بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف جو امر منسوب فرمایا وہ یہ ہے کہ:۔

"اب کتاب کا متولّی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت ربّ العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔" (اعلان بعنوان "ہم اور ہماری کتاب" مشمولہ [illegible])

اسی طرح لکھا کہ "اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے۔ بلکہ جس طور سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھیگا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اسکو انجام دیگا۔" (تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۹۲)

پس تکمیل کتاب کے متعلق خدا تعالیٰ نے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی وعدہ کو منسوب کیا۔ بلکہ آپ نے صاف صاف لکھ دیا کہ کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک خدا تعالیٰ اس کتاب کو پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بہر حال جس طرح مناسب سمجھیگا کم یا زیادہ بغیر پہلی شرائط کا لحاظ کیے اس کو انجام تک پہنچا دیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقانیتِ اسلام ظاہر ہوگئی

ہمارا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارادہ کو پورا فرما دیا گو براہین احمدیہ کی صورت میں نہیں۔ بلکہ اور رنگوں میں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقانیت اسلام کے متعلق اسّی کے قریب ایسی قیمتی تصانیف شائع فرمائی ہیں جن میں وہ تمام دلائل بالتفصیل مرقوم ہیں۔ جن سے اسلام ادیان باطلہ پر غالب ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس مقصد کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر گہری نظر ڈالے تو اسے اسلام کی سچائی کا ثبوت ان میں سورج سے بھی زیادہ درخشاں نظر آئیگا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ کے بعد جس شان میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوئے یعنی نبوّت و رسالت اور مسیحیت کا خلعت پہن کر۔ وہ بذات خود حقانیت اسلام کا ایک اتنا بڑا ثبوت اور اپنے اندر ایسا حیرت انگیز جذب رکھتا ہے۔ کہ اگر تین سو نہیں تین ہزار دلائل بھی حقانیت اسلام کے رقم کیئے جاتے تو ان سے اسلام کو اتنا فائدہ ہرگز نہ پہنچ سکتا جتنا کہ آپؑ کے وجود کے ذریعہ اسلام کو پہنچا۔ کیونکہ بہر حال آپؑ خواہ کسقدر علمی دلائل دیتے۔ وہ قرآن مجید سے بڑھکر نہ ہو سکتے۔ مگر جب مسلمان قرآن مجید کے ہوتے ہوئے اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب ثابت نہیں کر سکتے تھے تو محض تین سو دلائل اسلام کو کسطرح غالب و برتر قرار دے سکتے تھے۔ اگر اسلام غالب ثابت ہوتا بھی تو محض علمی رنگ میں۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپؑ کو ماموریت کی شان عطا فرما کر اسلام کی طاقت اور اس کی حقانیت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ پس قطع نظر ان عظیم الشان تحریرات کے جو بعد میں خدا تعالیٰ نے آپؑ کے ہاتھ سے شائع کرائیں اور قطع نظر ان سینکڑوں اشتہارات اور تقریروں کے جو آپؑ کی طرف سے خدمت دین کے لئے اسنہ میں شائع ہوئیں براہین احمدیہ کی تکمیل سے جسقدر حقانیت اسلام ظاہر ہو سکتی تھی اس سے بہت بڑھکر آپؑ کے وجود کے ذریعہ اسلام کی حقانیت ظاہر ہوئی۔ اور یہی خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ دنیا کو اپنے زندہ اور تازہ آسمانی نشانات و معجزات سے حقانیت اسلام کا قائل کرے۔ نہ محض دلائل سے۔ غرض حقانیت اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا جو منشاء تھا وہ پورا ہوا۔ اور اسلام کے متعلق مسیح موعودؑ کے ہاتھوں لیظہرہ علی الدین کلہ کا نشان ظاہر ہو گیا۔

براہین احمدیہ کے دلائل ہزاروں نشانات پر مشتمل ہیں

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ براہین احمدیہ کے پہلے چار حصوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صداقت اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر اعلیٰ تعلیمات اور زندہ معجزات پر مشتمل دو قسم کے دلائل لکھے ہیں۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دو قسم کے دلائل ہزارہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس درحقیقت آپ نے براہین احمدیہ میں یہ دو دلائل لکھ کر صداقت اسلام کے متعلق تین سو نہیں بلکہ کئی ہزار نشان بیان کر دیئے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

" میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیت اسلام کے لئے تین سو دلائل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل (یعنی اعلیٰ تعلیمات اور زندہ معجزات) ہزارہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا اور مذکورہ بالا دلائل کے لکھنے کے لئے شرح صدر عنایت کیا " (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵)

اسی طرح فرماتے ہیں :۔

" سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام کے ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں " (اعلان بعنوان "ہم اور ہماری کتاب" مشمولہ براہین احمدیہ)

پس براہین احمدیہ گو ظاہری صورت میں نامکمل نظر آتی ہے۔ لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے دو طریق پر اسے مکمل کر دیا :۔

اوّل اس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسّی ۸۰ کے قریب ایسی کتب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جن میں اسلام کی صداقت آپ نے روز روشن کی طرح ثابت کر دی۔ اور وہ تمام دلائل جو آپ براہین احمدیہ میں لکھنا چاہتے تھے۔ انہیں آپ نے متفرق کتب میں بیان فرما دیا۔

دوم۔ اس طرح۔ کہ براہین احمدیہ کی جلد چہارم تک جسقدر انوار حقیت اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے ظاہر کئے وہ بھی ہزارہا بیّنات پر مشتمل تھے جو اپنے وقت پر پورے ہو کر لوگوں کے ایمانوں میں ازدیاد کا موجب بنے۔ پس حقانیت اسلام کے متعلق دلائل لکھنے کا وعدہ آپ کی طرف سے پورا ہو گیا۔

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق ایک رؤیا

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گو مخالفوں کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب نامکمل رہ گئی۔ اور آپ نے اپنے وعدوں کو پس پشت ڈال دیا۔ لیکن دراصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان مخفی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایک رؤیا دیکھا جس کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ براہین احمدیہ میں ہی فرماتے ہیں :-

"اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اسی زمانہ کے قریب جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلا حصہ میں ہنوز تحصیلِ علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اُسوقت اِس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا۔ کہ تُو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام مَیں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اُس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کُھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے غرض آنحضرتؐ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبویؐ کے ہاتھ میں آئی تو آنجنابؐ کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوشرنگ اور خوبصورت میوہ بنگئی کہ جو امرود کے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنیکے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجنابؐ کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ کہ جو دروازے سے باہر پڑا تھا آنحضرتؐ کے معجزے سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا۔ اور یہ عاجز آنحضرتؐ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرتؐ بڑے جاہ وجلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا مَیں اُس شخص کو دوں کہ جو نئے سر سے زندہ ہُوا۔ اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں۔ اور وہ ایک قاش مَیں نے اُس نئے زندہ کو دیدی اور اُس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو مَیں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کی کرسئ مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرتؐ کی پیشانئ مبارک متواتر چمکنے لگی۔ کہ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمدُ للہ علیٰ ذالک۔

یہ خواب درج کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سَو آدمی کو انہی دنوں میں سُنائی گئی تھی جن میں سے پچاس یا کم و بیش ہندو بھی ہیں۔ کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں۔ اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اُس زمانے میں براہین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام و نشان نہ تھا۔ اور نہ یہ مرکوزِ خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کیلئے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہوگئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اُسوقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے پر بوعدۂ انعام کثیر پیش کر کے حُجّتِ اسلام ان پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزاء اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا منتظر رہنا چاہیئے کہ آسمانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۸ تا ۲۵۰ حاشیہ در حاشیہ ۱)

اس خواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقانیت اسلام پر زبردست دلائل کا مجموعہ وہ میوہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے طفیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا۔ اس میوہ سے شہد تو بہت نکلا۔ مگر قاش صرف ایک ہی اسلام والوں کو ملی۔ کیونکہ وہ شخص جو مُردہ تھا اور زندہ ہُوا۔ اسلام ہے۔ جیسا کہ اس خواب کے آخر میں حضور فرماتے ہیں یہ

"دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔"

اس رؤیا کے مطابق براہین احمدیہ میں حقائق و معارف کا ایک انبار ہے۔ مگر ان تین سو دلائل میں سے دلیل صرف ایک ہی ہے جو صفحہ ۵۱۲ سے شروع ہوتی ہے۔ گویا قاش ایک ہی ہے جو اہل اسلام کو ملی۔ اس کے بعد حکمت الٰہی سے یہ کتاب ختم ہوگئی اور سلسلۂ صداقت اسلام ایک دوسرے نہج پر منتقل ہوگیا۔ اور یہ جو کچھ ہُوا۔ خدا تعالیٰ کی اس بتائی ہوئی خبر کے مطابق ہُوا۔ کہ اسلام والوں کو صرف ایک ہی قاش ملے گی۔ باقی تمام قاشیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس رہیں گی۔ آپ جس طرح چاہینگے اسے تقسیم کرینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی حقانیت اسلام کے باقی دلائل اور صورتوں میں اور دوسری تصانیف کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہونگے۔ اس رؤیا کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اگرچہ تکمیل کتاب کے لئے جہد بلیغ کی۔ لیکن وہی ہُوا جو خدا تعالیٰ نے پہلے سے کہدیا۔ اس سے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خلوص قلبی کا ثبوت ملتا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا دامن ہر قسم کی بناوٹ اور تصنع سے پاک تھا وہاں آپ کے تعلق باللہ اور صداقت و راستبازی کا بھی اہم ترین ثبوت ملتا ہے۔

روپیہ کی واپسی کی صورت اس ضمن میں چونکہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ براہین احمدیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو مسلمانوں کی طرف سے امدادی رنگ میں جو روپیہ ملا۔ کتاب کی عدم تکمیل کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اس کی واپسی کی کیا صورت اختیار کی۔ اس لئے یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے یہ تجویز کیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کے چاروں حصے واپس کردے اسے اس کی ادا کردہ قیمت واپس کردی جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص جو کتاب کا خریدار ہو فوت ہو چکا ہو اور اس کی کتاب بھی نہ مل سکتی ہو تو اس کے وارث چار معتبر مسلمانوں کی تصدیق سے خط بھجوا دیں تو بعد اطمینان وہ روپیہ بھی انہیں بھیجدیا جائیگا۔ چنانچہ آپ اشتہار بعنوان "براہین احمدیہ اور اُس کے خریدار" مشتہرہ یکم مئی ۱۸۹۳ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ایسے لوگ جو آئندہ کسی وقت جلد یا دیر سے اپنے روپیہ کو یاد کر کے اس عاجز کی نسبت کچھ شکوہ کرنے کو تیار ہیں یا ان کے دل میں بھی بدظنی پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ براہ مہربانی اپنے ارادہ سے مجھکو بذریعہ خط مطلع فرماویں۔ اور مَیں ان کا روپیہ واپس کرنے کیلئے یہ انتظام کرونگا۔ کہ ایسے شہر میں یا اس کے قریب اپنے دوستوں میں سے کسی کو مقرر کرونگا۔ کہ تا چاروں حصے کتاب کے لیکر روپیہ ان کے حوالے کرے۔ اور مَیں ایسے صاحبوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور دُشنام دہی کو بھی محض للہ بخشتا ہوں۔ کیونکہ نہیں چاہتا کہ کوئی میرے لئے قیامت میں پکڑا جائے۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ خریدار کتاب فوت ہو گیا ہو اور وارثوں کو کتاب بھی نہ ملتی ہو تو چاہیئے کہ وارث چار معتبر مسلمانوں کی تصدیق خط میں لکھوا کر کہ اصلی وارث وہی ہے وہ خط میری طرف بھیجدے تو بعد اطمینان وہ روپیہ بھی بھیج دیا جائیگا۔ (تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۳۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرماتے ہیں :-

"کیوں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہو کہ براہین احمدیہ کا روپیہ کھا گیا ہے۔ اگر میرے پر تمھارا کچھ حق ہے جس کا ایمانًا تم مواخذہ کر سکتے ہو یا اب تک میں نے تمھارا کوئی قرضہ ادا نہیں کیا یا تم نے اپنا حق مانگا۔ اور میری طرف سے انکار ہوا تو ثبوت پیش کر کے وہ مطالبہ مجھ سے کرو۔ مثلاً اگر میں نے براہین احمدیہ کی قیمت کا روپیہ تم سے وصول کیا ہے تو تمھیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے کہ براہین احمدیہ کے چاروں حصے میرے حوالہ کرو اور اپنا روپیہ لے لو۔ دیکھو میں یہ کھول کر اشتہار دیتا ہوں کہ اب اس کے بعد اگر تم براہین احمدیہ کی قیمت کا مطالبہ کرو اور چاروں حصے بطور ویلیوپے ایبل میرے کسی دوست کو دکھا کر میری طرف بھیجدو۔ اور میں انکی قیمت بعد لینے ان ہر چہار حصوں کے ادا نہ کروں تو میرے پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اگر تم اعتراض سے باز نہ آؤ اور نہ کتاب کو واپس کر کے اپنی قیمت لو تو پھر تم پر خدا کی لعنت ہو۔" (اربعین ۴ صفحہ ۲۱ و ۲۲)

اسی اشتہار مذکورہ بالا میں یہ بھی فرماتے ہیں :-

"میں پہلے اس سے براہین کی قیمت کے بارے میں تین اشتہار شائع کر چکا ہوں جن کا یہی مضمون تھا کہ میں قیمت واپس دینے کو تیار ہوں۔ چاہیئے کہ میری کتاب کے چاروں حصے واپس دیں اور جن دراہم معدودہ کے لئے مر رہے ہیں وہ مجھ سے وصول کریں۔" (اربعین ۴ صفحہ ۲۲)

اسی طرح فرماتے ہیں :-

"اگر بعض صاحب اس توقف سے ناراض ہوں تو ہم ان کو فسخ بیع کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ ہم کو اپنی خاص تحریر سے اطلاع دیں تو ہم بدیں شرط کہ جس وقت ہم کو ان کی قیمت مرسلہ میسر آوے اسوقت باخذ کتاب واپس کر دینگے۔"

(اشتہار واجب الاظہار مشمولہ سرمہ چشم آریہ ٹائیٹل پیج)

پھر فرماتے ہیں :-

"اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا۔ تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہوگا۔ کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لی گئی ہے اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جن سے دس روپے لئے گئے ہوں اور جن سے پچیس روپے لئے گئے وہ صرف چند آدمی ہیں پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے ہیں کچھ بہت نہیں ہے بلکہ عین موزون ہے۔ اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے۔ لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق کے شور و غوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دیدیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے حوالے کرے اور اپنی قیمت لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں بھیجدیں اور قیمت واپس لے لی۔ اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا۔ مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی۔ اور کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا تعالیٰ نے ہم کو فراغت بخشی۔ مگر پھر بھی اب مجدداً ہم یہ چند سطور بطور اشتہار لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی کوئی ایسا خریدار چھپا ہوا موجود ہے کہ جو غائبانہ براہین کی توقف کی شکایت رکھتا ہے تو وہ فی الفور ہماری کتابیں بھیجدے۔ ہم اس کی قیمت جو کچھ اس کی تحریر سے ثابت ہوگی۔ اس کی طرف روانہ کر دینگے۔ اور اگر کوئی باوجود ہمارے ان اشتہارات کے اب بھی اعتراض کرنے سے باز نہ آوے۔ تو اس کا حساب خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۷۳ و ۱۷۴)

براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:-

"چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کیئے گئے تھے۔ اور کچھ مفت تقسیم کیئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔" (دیباچہ ص۸)

دنی الطبع کہنے کی وجہ

سید حبیب کو شکوہ ہے۔ کہ کیوں ایسے لوگوں کے متعلق جو براہین احمدیہ کے روپیہ کے متعلق اعتراض کرتے ہیں یہ کہا گیا ہے کہ ان کا اعتراض کرنا "سراسر کمینگی اور سفاہت ہے"، اور کیوں ایسے لوگوں کو "دنی الطبع" کہا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے نزدیک اس قسم کی تحریر "ایک نبی تو کیا معمولی انسان کے شایانِ شان" بھی نہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جبکہ ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ اشتہار دیکر لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کے متعلق اپنی قیمت واپس لینا چاہے۔ وہ اس کتاب کے چاروں حصے واپس بھیجکر روپیہ منگوالے۔ اور اگر کوئی کتاب کا خریدار فوت ہو گیا ہو تو اس کا وارث چار اشخاص کی تصدیق سے اپنا وارث ہونا ثابت کر کے روپیہ لے لے۔ جس پر کئی لوگوں نے خراب کیئے ہوئے نسخے بھیجکر بھی اپنی قیمت لے لی۔ تو اس پر بھی جو لوگ یا اعتراض کرتے ہوئے نہیں شرماتے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نعوذ باللہ لوگوں کا روپیہ کھا گئے۔ ان کا اعتراض کرنا "سراسر کمینگی اور سفاہت" نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر کیا یہ ان کے "دنی الطبع" ہونے کا ثبوت نہیں کہ وہ اپنا روپیہ واپس لیتے ہیں اور پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام "دغاباز۔ چور اور حرام خور" (تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۳۵) رکھ کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً واقعات پر نگاہ رکھنے والا ہر شخص ایسے لوگوں کو "دنی الطبع" ہی کہیگا۔ اور ان کے اعتراض کرنے کو "سراسر کمینگی اور سفاہت" قرار دیگا۔ کوئی شخص ایسے معترض کو نیک صالح اور بھلامانس نہیں کہہ سکتا۔

براہین احمدیہ کا پھل لوگوں نے اپنی قیمت سے بہت زیادہ دکھایا

مَیں اس جگہ اس امر کا ذکر کیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کا روپیہ جو مسلمانوں نے دیا۔ انہیں واپس کر دیا۔ لیکن اگر آپؑ روپیہ واپس نہ بھی کرتے تو بھی آپؑ کی ذات پر کوئی اعتراض نہ ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں کیا کہ مسلمانوں سے روپیہ لے لیا اور انہیں کتاب کا ایک ورق بھی نہ دیا بلکہ آپؑ نے پانچ یا دس روپیہ بلکہ بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت وصول کر کے انہیں براہین احمدیہ کی جلدیں نہایت اعلیٰ کاغذ اور عمدہ کتابت سے مزیّن کر کے بھیجیں اور ان میں حقائق و معارف کا وہ دریا بہا دیا کہ اگر ہزار روپیہ بھی اسکی قیمت رکھی جاتی تو اہل دل اس روپیہ کو کوئی چیز نہ سمجھتے۔ آپؑ خود فرماتے ہیں:-

"ایسے بدظن خریدار اگر چاہیں تو خود بھی سوچ سکتے ہیں کہ کیا ان کے پانچ یا دس روپیہ لیکر ان کو بکلی کتاب سے محروم رکھا گیا۔ کیا ان کو کتاب کی وہ ۳۶ جزو نہیں پہنچ چکیں جو بہت سے حقائق و معارف سے پُر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ براہین احمدیہ کا حصّہ جسقدر طبع ہو چکا وہ بھی ایک ایسا جواہرات کا ذخیرہ ہے کہ جو شخص اللہ جلشانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو بلاشبہ اس کو اپنے پانچ یا دس روپیہ سے زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیمتی اور قابلِ قدر سمجھیگا۔ مَیں یقیناً یہ بات کہتا ہوں اور میرا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ جس طرح مَیں نے محض اللہ جلشانہ، کی توفیق اور فضل اور تائید سے براہین کے حصص موجودہ کی نثر اور نظم کو جو دونوں حقائق اور معارف سے بھری ہوئی ہیں تالیف کیا ہے۔ اگر حال کے بدظن خریداران مُلاّؤں کو جنہوں نے تکفیر کا شور مچا رکھا ہے۔ اس بات کے لئے فرمائش کریں کہ وہ اسی قدر نظم اور نثر جس میں زندگی کی روح ہو اور حقائق معارف بھرے ہوئے ہیں دس برس تک تیار کر کے ان کو دیں اور اسی قدر کی پچاس پچاس روپیہ قیمت لیں تو ہرگز ان کے لئے ممکن نہ ہوگا۔ اور مجھے اللہ جلشانہ، کی قسم ہے کہ جو نور اور برکت اس کتاب کی نثر اور نظم میں مجھے معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس کا مؤلف کوئی اور ہوتا اور مَیں اس کے اسی قدر کو ہزار روپیہ کی قیمت پر بھی خریدتا۔ تو بھی مَیں اپنی قیمت کو اس کے ان معارف کے مقابل پر جو دلوں کی تاریکی کو دُور کرتے ہیں ناچیز اور حقیر سمجھتا" (تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۳۲)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"مَیں خوب جانتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس عاجز کی نسبت اعتراض کئے ہیں کہ ہمارا روپیہ لیکر کھالیا اور ہم کو کتاب کا بقیہ اب تک نہیں دیا۔ انہوں نے کبھی توجہ اور انصاف سے کتاب براہین احمدیہ کو پڑھا نہیں ہوگا۔ اگر وہ کتاب کو پڑھتے تو اقرار کرتے کہ ہم نے براہین کا زیادہ اس سے پھل کھایا ہے اور اس مال سے زیادہ مال لیا ہے جو ہم نے اپنے ہاتھ سے دیا" (تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۳۳)

غرض براہین احمدیہ کا روپیہ واپس نہ کرنے کی صورت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حقیقی طور پر کوئی اعتراض نہ ہوسکتا۔ لیکن آپ نے نہ چاہا، کہ کمینہ طبع لوگوں کے لئے اتنا اعتراض کرنے کا بھی موقعہ قائم رہنے دیں اسلئے آپ نے انہیں روپیہ واپس کر دیا اور اعلان کر دیا کہ اگر اب تک کوئی براہین احمدیہ کا خریدار چھپا ہوا موجود ہے تو وہ کتاب واپس کر کے روپیہ منگوالے بلکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی طرف سے اس قسم کا اعلان کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ حضور نے اپنے ۸ نومبر کے خطبہ جمعہ میں اسی اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"براہین کے روپیہ کے متعلق بار بار بتایا جا چکا ہے۔ کہ وہ روپیہ معمولی مقدار میں تھا۔ اور اسوقت کے طباعت کے اخراجات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس کتاب کی اشاعت کیلئے بھی کافی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ روپیہ موجودہ کتاب کی اشاعت پر خرچ ہوا۔ پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اعلان کر دیا گیا۔ کہ جس شخص کو شکایت ہو۔ وہ اپنا روپیہ واپس لے لے۔ بعض نے واپس لیا۔ لیکن جو سمجھتے تھے۔ کہ ان کا روپیہ صحیح خرچ ہوا۔ انہوں نے روپیہ واپس نہ لیا۔ اب اگر اس قدر اعلانات ہونے کے بعد بھی کسی نے روپیہ واپس نہیں لیا۔ تو کیوں نہیں لیا؟ اگر واقعہ میں روپیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھا گئے تھے۔ تو اس پر اعتراض انہوں نے کرنا تھا۔ جنہوں نے روپیہ بھیجا تھا۔"

"پھر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعلان پر ہی بس نہیں۔ اس کے بعد میں بھی اعلان کر چکا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص اب بھی ثابت کر دے۔ کہ اس نے براہین کے لئے روپیہ بھیجا تھا۔ اور وہ روپیہ واپس لینا چاہے۔ تو اسے روپیہ دیدیا جائیگا مگر کسی نے آجتک اپنا ثبوت پیش کر کے روپیہ طلب نہیں کیا۔" (الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۳۵ء)

اسقدر اطمینان دلانے کے باوجود بھی جو لوگ یہ اعتراض کرتے رہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لوگوں کا روپیہ کھا گئے۔ انہیں "دنی الطبع" نہیں تو اور کیا کہا جائے۔ در اصل ایسے ہی دنی الطبع لوگ تھے۔ جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مالی معاملات میں مطعون کیا۔ اور یہ کہدیا۔ یغفر اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی قریشا و یدعنا (بخاری باب الخمس) یعنی خدا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غلطی کو معاف کرے کہ آپ نے قریش کو مال غنیمت دیدیا۔ مگر انصار کو چھوڑ دیا۔ لیکن جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہر قسم کے الزام سے پاک تھا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دامن بھی ہر قسم کے الزام پاک ہے۔

مسئلہ حیات و ممات مسیح ع پر بحث

مولانا سید حبیب نے اپنی کتاب میں مسئلہ وفات مسیح ع کی اہمیت کم کرنے کے لئے بھی بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ مگر ان کے مضمون کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اس بارے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ کتنی عجیب اور حیرت انگیز بات ہے۔ کہ وہ حیات مسیح ع کا ثبوت دینے بیٹھے۔ مگر ایک آیت قرآنی بھی اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکے۔ حالانکہ ان کا اولین فرض یہ تھا کہ وہ اس معرکۃ الآراء دعویٰ کی تائید میں خدا کا کلام پیش کرتے۔ مگر بجز چند جذباتی الفاظ کے جن میں یہ ذکر ہے کہ "خدا قادر مطلق ہے" اور کوئی ثبوت خدا کے کلام یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یا صحابہ رض کے طریق عمل سے وہ نہیں دے سکے۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کے پاس حیات مسیح ع کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی دلیل نہیں۔ وہ تقلیدی رنگ میں گو اس امر کے قائل ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ آسمان پر زندہ ہیں۔ مگر دلائل کے میدان میں اس بات کا ثبوت دینے سے قطعی طور پر عاجز و درماندہ ہیں۔

خدا تعالےٰ کی قدرت اور قوانین

مَیں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ مگر میں اس امر کو ہرگز تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ وہ اپنے ان قوانین کو توڑ دے۔ جن کو اس نے دُنیا میں جاری کیا۔ اور جن کو اپنے کلام میں لاتبدیل اور اٹل قرار دیا۔ خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ مُردوں کو اس دُنیا میں زندہ لوٹا دے۔ مگر وہ ایسا کبھی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ یہ فیصلہ کرچکا ہے۔ کہ مَیں دوبارہ اس جہان میں مرے ہوئے لوگوں کو واپس نہیں کیا کرتا۔ خدا اس بات پر قادر ہے۔ کہ بچے کو نو ماہ کی بجائے ایک دن میں پیدا کر دے۔ مگر وہ کبھی ایسا نہیں کرتا۔ کیونکہ اس نے فیصلہ کر رکھا ہے۔ کہ حمل کی مدت کو قائم رکھے۔ خدا اس بات پر قادر ہے کہ ایک بوڑھے کو پھر بائیس سالہ جوان بنا دے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ خدا ایسا کرتا ہے۔ پس خدا کی قدرت اور چیز ہے۔ مگر اس کے قوانین اور چیز ہیں۔ خدا قدرت رکھتا ہے۔ کہ چاند کو سارا ماہ کامل روشن رکھے۔ خدا قدرت رکھتا ہے۔ کہ سورج کو مغرب سے چڑھا دے۔* مگر کیا کبھی کسی نے سُنا۔ کہ مغرب سے سورج نکلا۔ یا سارا ماہ چاند کامل طور پر روشن رہا۔ یا لوگوں کے لئے آسمان سے کھانا اُترا۔ اسی طرح ہمیں اس سے انکار نہیں۔ کہ خدا اس بات پر قادر ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح ناصریؑ کو زندہ آسمان پر اُٹھا لے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ خدا نے قانون بنا دیا ہے۔ کہ فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون (اعراف ع۲) یعنی انسان اگر زندہ رہیگا تو زمین میں۔ مَریگا تو زمین میں۔ دوبارہ اُٹھیگا تو زمین سے۔ پس ناممکن ہے۔ کہ ذریت آدم میں سے کوئی شخص زندہ ہو مگر آسمان پر۔ زندہ ہو مگر زمین پر نہ ہو۔ لن تجد لسنة الله تبديلا ولن تجد لسنة الله تحويلا۔ خدا کی سُنتیں نہیں بدلتیں۔ اور نہ اس کے قانون بدلا کرتے ہیں۔ پس ناممکن ہے۔ کہ کوئی انسان خواہ حضرت مسیح ناصریؑ ہوں یا کوئی اور۔ آسمان پر زندہ ہوں۔ بجسد عنصری زندہ ہوں۔ اور دو ہزار برس سے خدا کی طرح الآن کما کان ہوں۔

حیاتِ ابدی کا انبیاءؑ میں سے کون سزاوار تھا

ہمارے نزدیک اگر کوئی نبی یا رسول اپنے کمالات اور فضائل کے اعتبار سے اس قابل تھا کہ اسے زندہ رکھا جاتا تو وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ مگر بے غیرت مسلمان یہ کہتے ہوئے

* خدا قدرت رکھتا ہے کہ لوگوں کے لئے آسمان سے کھانا نازل کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذرا نہیں شرماتے۔ کہ خدا نے افضل الرسل حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو تو وفات دیکر مدینہ منورہ میں سُلا دیا۔ مگر مسیح ناصری کو ذرا سی تکلیف ہونے پر چوتھے آسمان پر اُٹھا لیا۔ یہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ دُنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ نہ ٹوٹے ہوں۔ مگر کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جسے خدا نے مصائب و مشکلات سے بچانے کے لئے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دشمنوں نے آگ میں ڈالا۔ مگر خدا نے انہیں آسمان پر نہ بلایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو کئی برس تک قید خانہ کی تاریک کوٹھریوں میں مقیّد رہنا پڑا۔ کنوئیں میں بھی گرائے گئے۔ مگر خدا نے انہیں آسمان پر نہ بلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا ملک چھوڑنا پڑا۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور میں چھپنا پڑا۔ مگر ایک موقع پر بھی خدا نے یہ نہ کیا کہ اُن کو آسمان پر اُٹھا لیتا۔ کیا ان کے ساتھ خدا کی محبت نہ تھی۔ کیا یہ درجہ میں حضرت مسیحؑ سے کم تھے۔ آخر کیا وجہ ہے۔ کہ تمام انبیاءؑ سے نرالا سلوک حضرت مسیح ناصریؑ سے ہی کیا گیا۔ کیا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں۔ کہ آپؐ تو وفات پا جائیں۔ اور اسرائیلی نبیوں میں سے ایک نبی عالم بالا پر زندہ موجود ہو۔ اور اسی کے سپرد یہ کام ہو۔ کہ وہ اُمّت محمدیہ کی اصلاح کرے۔ گویا کہ اُمّت محمدیہ کسی بیرونی معلّم کی محتاج ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے اس کے اندر کوئی معلّم روحانی پیدا نہیں کیا۔

حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کے متعدّد شواہد

پھر قرآن مجید نے نہ ایک نہ دو بلکہ تیس آیتوں میں یہ بتا دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ وفات پا چکے۔ صحابہ کرامؓ کا اجماع اس بات پر ہوا۔ کہ مسیح ناصریؑ وفات پا چکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چشم دید گواہی سے معراج کی رات بتایا۔ کہ مسیح ناصریؑ مُردوں میں شامل ہو چکے۔ بلکہ خود وفات پا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا۔ کہ آپؐ سے پہلے کوئی رسول زندہ نہیں رہا۔ مگر سید حبیب کے نزدیک یہ تمام باتیں غلط اور ان سب کا توڑ یہ کہ خدا قادر مطلق ہے۔ جس کا بجز اس کے اور کوئی مطلب نہیں۔ کہ وہ اپنے علمی فقدان کو چھپانے کے لئے خدا کی قدرت کاملہ کا پردہ لوگوں کی آنکھوں پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور بجائے کوئی دلیل دینے کے یہ کہکر مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا تم خدا کو قادر مطلق تسلیم نہیں کرتے؟ ہمارا* اگر کرتے تو کیوں خدا تعالیٰ کی قدرت اس کے کلام کے منافی بتاتے ہیں۔ خدا کا کلام تو یہ کہتا ہے۔ کہ مسیح ناصریؑ وفات پا چکے۔ خدا کا کلام تو یہ کہتا ہے کہ بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا جیسا کہ سبحان ربّی ھل کنتُ الا بشراً رسولا

* حوالہ سے کہ کیا وہ قرآن مجید کی اصل صداقت تسلیم نہیں کرتے تھے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ظاہر ہے۔ مگر آپ یہ کہتے ہیں کہ خدا انہیں زندہ رکھنے پر قادر ہے۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ یہ بات درست ہے۔ تو اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ کہ فی الواقع حضرت مسیح ناصریؑ زندہ بھی ہیں؟ قدرت سے تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا حضرت مسیحؑ کو زندہ رکھ سکتا ہے۔ گو اس نے کہدیا ہے کہ کوئی بشر آسمان پر زندہ نہیں جا سکتا۔ مگر یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ فی الواقع حضرت مسیحؑ زندہ بھی ہیں۔ امکان اور چیز ہے۔ اور اس کا وجود میں ہونا اور چیز۔ پس اس سے بھی مسیح ناصریؑ کی زندگی ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر علاوہ اس کے جبکہ خدا تعالیٰ کا واضح قانون۔ اس کی محکم آیات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تائیدی اقوال اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح ناصریؑ وفات پا چکے ہیں تو ان کی زندگی کا ڈھنڈورا پیٹنا سچے مسلمان کا شیوہ کس طرح ہو سکتا ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس بات سے دھوکہ نہ کھاؤ جو لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ کیا خدا قادر نہیں۔ خدا تعالیٰ بیشک قادر ہے۔ لیکن تمام جہان میں سے کسی ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا جو دوسروں کے واسطے نہیں۔ ایک مبدء شرک ہے۔ اور ایسے شخص کو گویا شریک باری ٹھیرانا ہے۔ جو مسلمان اس زمانہ میں یہ عقیدہ پیش کرتے ہیں۔ کہ عیسیٰ اب تک زندہ چلا آتا ہے وہ اسلام کے اندرونی دشمن اور اسلام کے واسطے مار آستین ہیں۔ توفی کے لفظ کے معنے جب تمام جہان کے انسانوں کے واسطے موت کے ہیں۔ جب یہود و نصاریٰ۔ اسلام تمام قوموں کی لُغات میں اس لفظ کے معنے موت کے ہیں تو پھر مسیحؑ کے واسطے کیا خصوصیت ہے کہ صرف ایک انسان کے واسطے اس لفظ کے معنی اور کیئے جاتے ہیں۔"

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ بیشک ہر بات پر قادر ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ ایسے امور کے سخت مخالف ہے جو دین کو ضرر پہنچانے والے ہوں۔ حیات مسیحؑ کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھی۔ مگر آجکل وہ ایک اژدہا ہے۔ جب عیسائیوں کا خروج زور سے ہوا اور انہوں نے مسیحؑ کی زندگی کو ایک قوی دلیل اس کی خدائی کے واسطے پکڑی اور کہا کہ اگر کوئی دوسرا انسان ایسا کر سکتا ہے تو آدم سے لیکر آجتک اس کی کوئی نظیر پیش کرو۔ اور درحقیقت اگر یہ بات صحیح ہوتی جو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ زندہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسمان پر چلا گیا اور عرش پر بیٹھا ہے تو اسلام کے واسطے ایک ماتم کا دن ہوتا۔ اسلام توحید کے واسطے آیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی کمزوری باقی رہے۔ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اگر کسی دوسرے کو خصوصیت دی جائے تو یہ خدا تعالیٰ کی شان میں فرق لانا ہے"

(تقریر۔ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۶ء)

عیسائیت کا زبردست ہتھیار

پس حیات مسیحؑ کو تسلیم کرنے کا موجودہ زمانہ میں سب سے بڑا نقصان یہ ہے۔ کہ اس سے اُلوہیت مسیحؑ کو تقویت پہنچتی اور عیسائیت کی زبردست تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے پاس مسلمانوں کو ساکت ولاجواب کرنے اور "اُلوہیت مسیح" کا قائل کرنے کا اگر کوئی ہتھیار ہے تو یہی عیسائیوں کی کتابیں ٹریکٹ اور رسالجات پڑھ کر دیکھ لو وہ یہی کہیں گے۔ کہ خداوند یسوع مسیح کی اُلوہیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ خدا نے انہیں زندہ اپنے داہنے ہاتھ آسمان پر بٹھا لیا۔ عوام میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خواص میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ انبیاءؑ میں اس کی نظیر نہیں ملتی پس ضرور ہے کہ وہ ابن اللہ اور خدا کے اکلوتا ہوں۔ مسلمانوں کے پاس اس کا بجز آئیں بائیں شائیں کرنے کے اور کیا جواب ہے۔ اسی تباہ کن آلہ سے کام لیکر عیسائیوں نے لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا۔ سادات میں سے ہزاروں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ پس آج مسیح ناصریؑ کی زندگی میں عیسائیت کی زندگی ہے۔ اور مسیح ناصریؑ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے۔ مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ عیسائی اپنے مباحثات میں ان کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں۔ تو وہ حضرت مسیحؑ کی وفات ان پر ثابت کر دیں۔ یقیناً اس سے عیسائیت مغلوب اور اسلام غالب ہو کے رہیگا۔

مولٰنا سیّد حبیب عقیدۂ "حیات مسیحؑ" پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں:۔

"یہ کہنا کہ ہر شخص کیلئے موت کا مزہ چکھنا لازم ہے لہٰذا مسیح مر گئے ایک بودی دلیل ہے اسلئے کہ ہر ایک کی میعادِ حیات مقرر ہے اور یہ کوئی نہیں کہتا کہ مسیح کبھی بھی فوت نہیں ہونگے"۔ (تحریک قادیان صفحہ ۱۶۷)

مگر انہوں نے نہیں بتایا کہ یہ "بودی دلیل" کس فریق کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ ہماری طرف سے تو کبھی یہ دلیل پیش نہیں کی گئی۔ کہ چونکہ ہر شخص کے لئے موت کا مزہ چکھنا لازم ہے لہٰذا مسیحؑ مر گئے بلکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ چونکہ ہر شخص کے لئے موت کا مزہ چکھنا لازم ہے اور قرآن بتلاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے بھی موت کا مزہ چکھا لہٰذا مسیحؑ مر گئے۔ ان دو نظریوں میں بہت بڑا تفاوت ہے۔ قرآن مجید نے اس نظریہ کو مختلف مقامات میں بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے۔ ما محمد الا رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں۔ اور آپ سے پہلے جسقدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آئے سب وفات پاچکے ہیں۔ اسجگہ بلا استثناء ان تمام رسولوں کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وفات یافتہ قرار دیا ہے۔ پس اگر حضرت مسیحؑ بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول تھے۔ اور یقیناً بالفاظ قرآن مجید رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے بھی موت کا مزہ چکھا اور وہ بھی اسی طرح وفات پاکر اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے گئے۔ جس طرح باقی انبیاءؑ وفات پاکر اللہ تعالیٰ کی طرف اُٹھائے گئے ؏

کیا حضرت کرشنؑ تناسخ کے قائل تھے؟

مولنا سید حبیب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مثیل کرشنؑ ہونے کے دعویٰ پر بھی بہت سے اعتراضات کیئے تھے۔ ان کا جواب اگرچہ "چشمۂ عرفان" میں خدا کے فضل سے دیا جاچکا ہے۔ مگر ایک دو اور اعتراضات کا جواب۔ جو اس میں درج نہ ہو سکا تھا۔ ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔

مولنا سید حبیب کا ایک اعتراض یہ ہے کہ:۔ حضرت کرشن کی تعلیم اسلام کے خلاف تھی۔ پس ان کے بروز ہونے کا دعویٰ کرنا بھی خلاف اسلام ہے۔ اس کے ثبوت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت کرشن نے ایک دفعہ ارجن کو جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے کہا "انسان مرتا نہیں بلکہ جون بدلتا ہے لہٰذا ارجن کو جنگ کرنے میں عذر نہیں ہونا چاہیئے"۔ سید حبیب لکھتے ہیں۔ "ظاہر ہے کہ جون بدلنے کا فلسفہ اسلام اور عقلِ عامہ کے خلاف ہے"۔ (تحریک قادیان ص۱۹۱)

اس میں شبہ نہیں۔ جون بدلنے کا وہ فلسفہ جو ہندوؤں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے اسلام اور عقل کے خلاف ہے۔ اور اس سے ہمیں ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ کس طرح ثابت ہوگیا کہ ان مندرجہ بالا الفاظ میں حضرت کرشن علیہ السلام نے ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ کی طرف ہی اشارہ کیا ہے۔ کوئی اور مطلب ان الفاظ کا نہیں۔ بظاہر ان الفاظ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ جس رنگ میں جنگ کے لئے ترغیب دی گئی ہے۔ وہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ حضرت کرشن علیہ السلام کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مرنے سے نہیں ڈرنا چاہیئے کیونکہ اس کا نتیجہ موت نہیں بلکہ نقل مکانی یا مومن کی جون کا بدلنا ہے۔ اور اس میں شبہ ہی کیا ہے۔ کہ انسانی روح پر کسی لحہ کے لئے موت طاری نہیں ہوتی بلکہ موت اسے ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل کر دیتی اور اسے ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیز ہے جیسے حضرت کرشن علیہ السلام نے ارجن کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ تمہیں جنگ کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ موت سے کبھی گھبرانا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی مومن اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جان دیکر مرتا نہیں۔ بلکہ دائمی حیات کا وارث ہوتا اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتا ہے۔ پس اس سے تناسخ کا استدلال کرنا کسی طرح بھی صحیح سمجھا نہیں جا سکتا۔

جون بدلنے کی اسلامی قسمیں

لیکن بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت کرشن علیہ السلام انسانوں کے متعلق جون بدلنے کے قائل تھے تو بھی اسے اسلامی تعلیم کے خلاف عقیدہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جون بدلنے کی بعض قسمیں ایسی ہیں جنہیں اسلام تسلیم کرتا اور انہیں درست سمجھتا ہے۔ میں اس کی تشریح کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اسلام میں صرف وہ قسم تناسخ یعنی اواگون کی باطل اور غلط ٹھیرائی گئی ہے جس میں گذشتہ ارواح کو پھر دنیا کی طرف لوٹایا جائے۔ لیکن بجز اس کے اور بعض صورتیں تناسخ یعنی اواگون کی ایسی ہیں کہ اسلام نے ان کو روا رکھا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسلامی تعلیم سے ثابت ہے کہ ایک شخص جو اس دنیا میں زندہ موجود ہے۔ جبتک وہ تزکیہ نفس کر کے اپنا سلوک تمام نہ کرے اور پاک ریاضتوں سے گندے جذبات اپنے دل میں سے نکال نہ دیوے تب تک وہ کسی نہ کسی حیوان یا کیڑے یا مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے اور اہل باطن کشفی نظر سے معلوم کر جاتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مقام نفس پرستی میں مثلاً بیل سے مشابہ ہوتا ہے یا گدھے سے یا کتے سے یا کسی اور جانور سے۔ اور اسی طرح نفس پرست انسان اسی زندگی میں ایک جون بدل کر دوسری جون میں آتا رہتا ہے۔ ایک جون کی زندگی سے مرتا ہے اور دوسری جون کی زندگی میں جنم لیتا ہے۔ اسی طرح اس زندگی میں ہزارہا موتیں اس پر آتی ہیں اور ہزارہا جونیں اختیار کرتا ہے۔ اور اخیر پر اگر سعادت مند ہے تو حقیقی طور پر انسان کی جون اس کو ملتی ہے۔ اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے نافرمان یہودیوں کے قصہ میں فرمایا کہ وہ بندر بن گئے اور سؤر بن گئے سو یہ بات تو نہیں تھی کہ وہ حقیقت میں تناسخ کے طور پر بندر ہو گئے تھے بلکہ اصل حقیقت یہی تھی کہ بندروں اور سؤروں کی طرح نفسانی جذبات ان میں پیدا ہو گئے تھے۔ غرض یہ قسم تناسخ کی اسی دنیا کی زندگی کے غیر منقطع سلسلہ میں شروع ہوتی ہے اور اسی میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس میں مرنا اور جینا اور آنا اور جانا ایک حکمی امر ہوا کرتا ہے۔ نہ واقعی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور حقیقی۔ اور دوسری قسم تناسخ کی وہ ہے جو قیامت کے دن دوزخیوں کو پیش آئیگی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر یک دوزخی جس گندے جذبہ میں گرفتار ہوگا اسی کے مناسب حال کسی حیوان کی صورت بنا کر اس کو دوزخ میں ڈالا جائیگا مثلاً جو لوگ شکم پروری کی وجہ سے خدا سے دُور پڑ گئے وہ کُتّوں کی شکل میں کر کے دوزخ میں گرائے جائینگے اور جو لوگ شہوتِ جماع کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے حکم سے روگردان ہو گئے۔ وہ سؤروں کی شکل میں دوزخ میں گرائے جائینگے۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کر کے بہت سے حیوانوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر لی تھی۔ وہ بہت سی جونوں میں پڑینگے۔ اس طرح پر کہ ایک جون کو ایسی حالت میں ختم کر کے جو موت سے مشابہ ہے دوسری جون کا چولہ پہن لینگے اسی طرح ایک جون کے بعد دوسری جون میں آئینگے اور نہ ایک موت بلکہ ہزاروں موتیں اُن پر آئینگی۔ اور وہ موتیں وہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے یثبورکثیر کے لفظ سے قرآن شریف میں بیان کیا ہے۔ مگر مومنوں پر بجز ایک موت کے جو موتۃ اولیٰ ہے اور کوئی موت نہیں آئیگی۔ تیسری قسم تناسخ کی جو قرآن میں بیان ہے یہ ہے جو انسانی نطفہ ہزارہا تغیرات کے بعد پھر نطفہ کی شکل بنتا ہے مثلاً اول گندم کا دانہ ہوتا ہے اور ہزاروں برس اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ زمیندار اس کو زمین میں بوتا ہے اور پھر سبزہ بنتا ہے۔ اسی طرح صدہا سال ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور ہزارہا قالب میں وہ دانہ آتا ہے یہاں تک کہ انسان بننے کا وقت آجاتا ہے۔ تب اس دانہ کو کوئی انسان کھا لیتا ہے اور اس سے انسانی نطفہ بن جاتا ہے جیسا کہ مثنوی رومی میں ہے ؎

"ہفصد و ہفت و قالب دیدہ ام ؞ ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام"

(ست بچن صفحہ ۸۲ تا ۸۴)

پس حضرت کرشن علیہ السلام کے کسی شلوک میں اگر بالفرض تناسخ کی طرف اشارہ بھی پایا جاتا ہے تو درحقیقت وہ اشارہ ان تین تناسخوں میں سے کسی ایک تناسخ کی طرف ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہے نہ اس وید والے تناسخ کی طرف۔ جس کی بنا پر انسان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کرے اور نجات کو ابدی نہ سمجھے۔

حضرت کرشنؑ پر الزام دھرنے کی بجائے گیتا کو محرّف قرار دو | اس جواب کو سن کر بھی اگر کوئی شخص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ سمجھتا ہے کہ حضرت کرشنؑ اسی تناسخ کے قائل تھے جو آجکل ہندوؤں کا مایۂ ناز عقیدہ ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ بجائے اس گھناؤنے عقیدہ کو حضرت کرشنؑ ایسے خدا پرست اور عارف باللہ کی طرف منسوب کرنے کے بعد کے ناواقف لوگوں کی طرف منسوب کرے اور اسے گیتا میں الحاق قرار دے۔ کیونکہ خدا کے پاکباز انسان کوئی ایسا عقیدہ نہیں رکھا کرتے جو عقل سلیم کے خلاف ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ پر کئی قسم کے اعتراضات قائم کرنے والا ہو۔ اسی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت کرشنؑ کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ:۔

"وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔"
(لیکچر سیالکوٹ ص۳۴)

کلگی اوتار ہونے کا دعویٰ

ایک اور اعتراض مولنا سیّد حبیب نے یہ کیا ہے کہ :۔

"بالفرض بحث کے لئے مان لیجئے۔ کہ کرشن نبوّت کے دعویدار تھے۔ اور مرزا صاحب نے ان کو نبی مان کر کرشن ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر کلغی والے کے دعویٰ کے متعلق کیا کہیں گے جو ہرگز نبوّت کے مدّعی نہ تھے اور اسلام سے جن کی عداوت اظہر من الشمس ہے۔"
(تحریک قادیان صفحہ ۱۸۸)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے

"خود کو کلغی والے کا خطاب بھی دیا ہے جس سے مراد سکھوں کے دسویں گرو لئے جاتے ہیں۔" (تحریک قادیان صفحہ ۱۸۶)

سیّد حبیب کی غلط فہمی

سیّد حبیب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے جو وہ کلغی اوتار سے سکھوں کے دسویں گرو مراد لے رہے ہیں۔ یہ لفظ "کلغی اوتار" نہیں بلکہ "کلگی اوتار" ہے یعنی ایسا اوتار جو کلجگ میں ظاہر ہوا۔ مہابھارت جو ہندوؤں کی مقدّس مذہبی کتاب ہے اس میں بطور پیشگوئی لکھا گیا تھا کہ :۔

"جو وقت کلجگ آگیا۔ سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہونگے کہ زمین کانپ اُٹھیگی۔ لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھیں گے۔ رضاجوئی و فرمانبرداری کیسی عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھینگی بیرت رت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچا پوجا پاٹ۔ دھرم کرم جڑ پاؤں سے لُٹ جائینگے۔ لوگ ادھرم کرینگے دھرم کو فضول اور واہیات سمجھینگے۔ جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلنے کو ہوگا تو بھگوان کو تکلیف کرنا پڑیگی کہ کلگی اوتار میں جلوہ دکھائینگے۔ پاپ کی ناؤ ڈبوئینگے۔ دھرم کی بیل ہری بھری ہوگی"۔

(مہابھارت ترجمہ انق دھیائے نمبر ۱۹۰ صفحہ ۶۸۱)

کلجگ کی علامات

اور کلجگ کی علامتیں یہ بتائی گئی تھیں کہ:۔

"کلجگ کے دورے میں اندھا دھند ادھرم (بیدینی) کی عملداری رہتی ہے جھوٹ فریب۔ ہتیا (ایذارسانی) غصہ لالچ وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ انسان کو خراب افعال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہوجاتی ہے۔ جپ تپ (عبادت و ریاضت) پوجا پاٹھ۔ برت ہون ایسے تمام نیک کام برہمن (علمائے دین) تک چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اوروں کا تو کیا ذکر خوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا۔ چھوت پات کو واہیات سمجھتے ہیں۔ کشتریوں کو رعیت پروری سے تنفر رہتا ہے۔ جرأت و بہادری کھو بیٹھتے ہیں سادھوؤں سنتوں کی خدمت گذاری سے کچھ کام نہیں رہتا۔ فکر رہتا ہے تو بس یہ کہ جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے۔ دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے ہیں۔ شودروں (رذیلوں) کا عروج ہوتا ہے۔ دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ غلہ بے مزہ۔ پھل بدذائقہ ہوجاتے ہیں۔ کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہوجاتی ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں حمل رہ جاتا ہے۔ درختوں کی بارآوری کم ہوجاتی ہے۔ گائیوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے۔ اوقات مناسب پر پانی نہیں برستا۔ امساکِ باراں سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں۔ ناخن اور بال بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں۔ برہمچاری خوب مال مارتے ہیں۔ گوشت کھاتے شرابیں اڑاتے ہیں۔ برہمن عالم رذیلوں سے فخر کے ساتھ دان (خیرات) لیتے ہیں۔ مطلب آشناؤں۔ محسن کشوں کی کثرت ہوتی ہے۔ صادق الاعتقاد اور نیک لوگوں کو چین نہیں ملتا۔ ان کی زندگی کم ہوجاتی ہے۔ پاپی بے فکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے۔ خاوندوں کے ہوتے نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں۔ مرد حسین بی بی سے التفات نہیں کرتے۔ زنانِ بازاری کو گلے کا ہار بناتے ہیں شرابخانے آباد رہتے ہیں۔ عبادت خانے سُنسان۔ جہاں پہلے دھرم ہوتے تھے وہاں بدفعلیوں کی گرم بازاری رہتی ہے۔" (مہابھارت ترجمہ انق ادھیائے نمبر ۱۸۹ صفحہ ۶۸۶ و ۶۸۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام علامتیں پوری ہو چکیں۔ پس مہابھارت کی پیشگوئی اور حضرت کرشنؑ کے اس وعدہ کے مطابق کہ

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے ۔ نمایم خود را بشکلِ کسے (دیکھو گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۷)

ضرورت تھی کہ کلجگی اوتار آتا۔ ضرورت تھی کہ حضرت کرشنؑ کا وعدہ پورا ہوتا۔

اور ہمیں یہ کہنے میں کچھ بھی خوف نہیں کہ خدا نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا۔ اور اس انسان کو خلقِ خدا کی اصلاح کے لئے مبعوث کر دیا۔ جو کرشنؑ کا اوتار ہو کر کلجگی اوتار بنایا گیا۔ اور جس نے علی الاعلان کہا۔ کہ:۔

”میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی مَیں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور مَیں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں اُن گناہوں کے دُور کرنے کیلئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے، بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعودؑ ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سُنکر فی الفور یہ کہینگے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لیکر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر مَیں رہ نہیں سکتا۔ اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو مَیں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ "ہے کرشن رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔" سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں اور اس جگہ ایک اور راز درمیان میں ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دلجوئی کرنیوالا اور اُن کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں۔ پس گویا روحانیت کی رُو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ صرف قومی اصطلاح میں تغائر ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳ و ۳۴)

اسی طرح فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم معنے ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئیگا جو کرشن کے صفات پر ہو گا اور اس کا بروز ہو گا۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں کرشن کی دو صفت ہیں ایک رودّر یعنی درندوں اور سؤروں کو قتل کرنیوالا یعنی دلائل اور نشانوں سے۔ دوسرے گوپال یعنی گائیوں کو پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار۔ اور یہ دونوں صفتیں مسیح موعود کی صفتیں ہیں اور یہی دونوں صفتیں خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰)

"حقیقۃ الوحی" میں بھی اعلان کیا کہ:-

"ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رودّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔ اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا تھا وہ تو ہی ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵) غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کلکی اوتار

اسی کی اوتار کی اتباع میں ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں اور عیسیوں کی نجات بھی انہیں کو قبول کرنے سے وابستہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۱۳۷	مستری غلام رسول صاحب	بھدرروال	ہمہ ۳/	۲۱۵	غلام محمد محمد عمر صاحب	پھوہٹر	للعہ ۱/
۲۱۳۹	فتح محمد خاں صاحب	دھرم سالہ	ہمہ/	۲۶۰	میاں ولی محمد صاحب	مونگھیر	عہ ۱۴/
۲۱۴۰	لائبریرین اسلامیہ کالج	پشاور	ہمہ ۳/	۲۶۸	ملک برکت علی صاحب	گجرات	صہ ۸/
۲۱۴۱	لائبریرین اسلامیہ کلب	″	ہمہ ۳/	۲۸۰	مولوی محمد فضل خانصاحب	جنگا بنگال	سے ۱۳/
۲۱۴۶	محمد اسمٰعیل شاہ صاحب	ٹل	ہمہ ۳/	۲۸۶	غلام رسول صاحب	بدوملہی	للعہ ۱/
۲۱۵۰	ثناء اللہ صاحب	باگڑجی	سے ۱۱/	۲۹۰	سید بہاول شاہ صاحب	شاہپور	عہ ۱/
۲۱۵۷	لائبریرین نذیریہ لائبریری	دہلی	سے ۴/	۳۰۰	چوہدری مہدی حسن خانصاحب	سنور	ہمہ ۱۲/
۲۱۵۸	سکرٹری لائبریری	چنیوٹ	سے/	۳۱۱	میاں اللہ داد خاں صاحب	محلاں والہ	سے ۱۲/
۲۱۵۹	محمد اشرف صاحب	لاہور	للعہ ۱/	۳۱۸	میاں عمرالدین صاحب	بنگہ	سے ۱۱/
۲۱۶۸	بوٹاں بی بی صاحبہ	کوٹ قطب الدین	ہمہ ۳/	۳۲۳	عبدالحی صاحب	موکھسانہ	سے ۱۳/
۲۱۷۰	امام الدین صاحب	پاڈوٹی	ہمہ ۱۱/	۳۲۴	محمد یوسف صاحب	ماچھیواڑہ	سے ۸/
۲۱۷۳	اللہ دتا صاحب	چک ۲۷۱ جنوبی	ہمہ ۳/	۳۲۸	منشی وزیر علی صاحب	ستیانہ	سے ۱۳/
۲۱۷۱	مولوی عبداللطیف خانصاحب	چک ۱۶۸	ہمہ ۳/	۳۴۰	میاں محمد جلال الدین صاحب	بھڈیار جمالو	سے ۱۳/
۲۱۷۸	مولوی عبدالواحد صاحب	باڑی پورہ	صہ ۱۰/	۳۴۹	باقر شاہ صاحب	مقام حافظ برکر اوڑ	سے ۱۱/
۲۱۷۹	حفیظہ بیگم صاحبہ	امرتسر	سے ۱۲/	۳۷۰	غلام قادر صاحب	سامانہ	صہ ۷/
۲۱۸۴	محمد قاسم صاحب	نتھوکے	صہ ۲/	۳۸۷	منشی احمد حسین صاحب	رہتک	ہمہ ۸/
۲۱۹۷	چوہدری محمد شریف صاحب	قادیان	سے ۲/	۴۱۶	قادر بخش صاحب	پوہلہ	عاصہ ۱۰/
۲۲۰۳	مولوی فاضل مرزا فضل الٰہی صاحب	بھیرہ	صہ ۱۳/	۴۲۴	محمد اسمٰعیل صاحب	کوٹ رادھا کشن	للعہ ۷/
۲۲۱۲	ملک حسن محمد صاحب	قادیان	صہ ۴/	۴۲۹	حکیم محمد الدین صاحب	ککہ کولو	سے ۴/
۱۲۳۷	ایم اکبر علی خاں صاحب	کنیا کالونی	ےعہ	۴۳۱	بابو علی محمد صاحب	کوٹ عبداللہ شاہ	سے ۱۵/
۱۶۲۲	سلیمان تیجو	مارشس	عہ ۸/	۴۴۶	صاحبزادہ عبداللطیف	ٹوپی	سے ۱۳/
۲۰۴۴	سبحان دمبری	″	لعہ ۱۰/	۴۵۸	غلام محمد صاحب	شادن لنڈ	للعہ ۱۱/
۲۰۲۱	ایم محمد یوسف صاحب	یوگنڈا	ےعہ	۴۵۹	میر عمر خطاب صاحب	شبقدر	للعہ ۱۱/
۲۰۲	خانصاحب نوازحسین خانصاحب	شاہ آباد	صہ ۱۳/	۴۶۷	مولا بخش صاحب کمپاؤنڈر	مغل پورہ	سے ۷/
۲۰۷	چوہدری نظام الدین صاحب	جوڑا	للعہ ۷/	۵۰۶	بابو حشمت اللہ صاحب	ناہن	صہ ۸/
۲۰۹	محمد یحیٰی صاحب	دیگراں	عہ ۷/	۵۴۶	چوہدری سلطان احمد صاحب	ڈاکخانہ چک ۶۹	سے ۱۲/
۲۱۳	شاہ عالم صاحب	جہلم چھاؤنی	صہ ۱۳/	۵۵۸	میاں عبداللہ صاحب	سامانہ	سے ۳/
				۵۹۵	عزیزالدین احمد صاحب	بہادر گڑھ	عاصہ/
				۶۰۰	ملک غلام علی صاحب	بھاگٹانوالہ	للعہ ۷/
				۶۳۲	محمد اکرام صاحب	داتہ	للعہ/
				۶۳۸	سید ارادت حسین صاحب	اورہن	صہ ۱۱/
				۶۵۱	مبارک احمد صاحب	جموں	سے ۱۴/

(باقی آئندہ) مینیجر ریویو

ریویو آف ریلیجنز اُردو۔ قادیان دارالامان۔ مورخہ ۵ ردسمبر ۱۹۳۵ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس کے برمن) لمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

طاقت کیلئے جنگ

STAR (REGD)

اسٹار ٹریڈ مارک

ڈابر جنتری

۱۹۳۶ء سنہ

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی عمدہ سفید چکنے کاغذ پر نستعلیق لکھی ہوئی بہت ہی خوبصورت جنتری شائع ہوئی ہے مفید اور کارآمد باتیں درج ہیں۔

معزز قدردان! مُفت طلب فرمائیں فوراً ارسال ہوگی

پشتینا

Rgd

(مقوّی باہ کی گولی)

اس کے استعمال سے نامردی جریان تھوڑی محنت سے تھک جانا اور جوانی میں بوڑھوں کی سی حالت و کمزوری وغیرہ دُور ہوتی ہیں۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ ر

ڈاک محصول تین شیشیوں تک ۷ ر

نمونہ ۳ ر جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتے ہے

نوٹ:۔ اس دوا کے دوران استعمال میں معدہ صاف رکھنا بہتر ہے د ہماری بنائی ہوئی ”جلابن“ جلاب کی گولی آسانی سے معدہ صاف کرتی ہے ؛

نوٹ: ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں اور دوا فروشوں کے ہاں ملتی ہے۔ دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں ؛

گورداسپور (قادیان) میں سول ایجنٹ کی ضرورت ہے!

...احمد صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔